ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

اخبار ہفتہ میں دو بار ◆ فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی

الفضل

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۲۲ | مورخہ ۲۹ جون ۱۹۲۶ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔ گلے کی شکایت ابھی ہے۔ خفیف حرارت اور سر درد بھی رہتی ہے ۔

موضع جلو (نزد لاہور) میں غیر احمدیوں سے مباحثہ قرار پایا ہے۔ جس کے لئے جناب حافظ روشن علی صاحب بمع مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری و مولوی عبدالاحد صاحب تشریف لے گئے ۔

موضع ٹھیکری والہ متصل قادیان میں بروز جمعرات و جمعہ ایک تبلیغی جلسہ ہوا۔ جس میں قادیان کے بہت سے احباب شامل ہوئے ۔

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہاسپٹل امور ضروریہ کے لئے پٹیالہ کی طرف تشریف لے گئے۔ ان کے ایام غیر حاضری میں جناب ڈاکٹر فضل کریم صاحب کام کرینگے ۔

لوکل تبلیغ قادیان دارالامان
ہماری تبلیغ کی فتح اور مقامی احباب کی لاپرواہی

(از جناب چودہری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر دعوۃ و تبلیغ)

قادیان اور اس کے گرد و نواح کے گاؤں کی لوکل آبادی میں احمدیوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ چونکہ اہل قادیان کا تعلق ساری دنیا کے ساتھ ہے۔ اس لئے ان کے قرب میں جو عام لوگ رہتے ہیں ان کی طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ ان لوگوں کی احمدیت میں داخل نہ ہونے کی صرف یہی ایک وجہ ہے۔ کہ نہ کوئی ان کے پاس جاتا ہے۔ اور نہ ہی ان کو احمدی ہونے کی تحریک کی جاتی ہے۔ اور یہ لوگ اپنی جہالت اور سستی کی وجہ سے باوجود ہمسایہ ہونے کے اللہ تعالیٰ کے مسیح کی غلامی کی برکات اور انوار سے محروم ہو رہے ہیں۔ ورنہ ہمارا ان لوگوں کے متعلق یہ اندازہ ہے۔ کہ معمولی تحریک پر احمدیت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ہمسایہ ہونے کی وجہ سے یہ لوگ ان تمام حالات کے چشم دید گواہ ہیں۔ جن کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور آپ کی جماعت نے کام کیا ہے۔ اور آپ کو اکثر اس بات کا اعتراف کرتے سنا گیا ہے یہ تمام کاروبار اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے ان لوگوں کی طبائع پر ایک گہرا اثر ہے۔ جس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ انتظام کیا گیا تھا۔ کہ قادیان کے احباب ناظر دعوۃ و تبلیغ کی ہدایات کے ماتحت ان گاؤں میں مقررہ اوقات پر دورہ کر کے ان لوگوں سے راہ و رسم پیدا کر کے سلسلہ تبلیغ جاری کریں۔

جب یہ تحریک شروع کی گئی۔ تو بعض احباب نے اس خدمت میں ایک وقت تک حصہ لیا۔ اور دو یا تین ماہ کے اندر اندر تھک کر بیٹھ گئے۔ صرف ایک دوست ہیں۔ جنہوں نے قریباً چھ ماہ تک استقلال سے کام کیا۔ اور یہ دوست میاں عبدالرحیم صاحب ورق ساز ہیں۔ آپ باوجود مخالفت اور دوسرے ساتھیوں کے تھک جانے کے موضع ٹھیکری والہ

میں جاتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ کی کوششیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بار آور ہوئیں۔ اور اسوقت تک ۸ خاندان احمدی ہو چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ یہ رَو جاری رہے گی۔ جب تک کہ تمام گاؤں احمدی نہ ہو جائے۔

اس قسم کی تبلیغ کا انتظام ہم نے قادیان کے نواح میں ۴۰ گاؤں میں کیا تھا۔ اگر تمام دوست اپنے فرض کو اسی طرح ادا کرتے۔ جیسا کہ میاں عبدالرحیم صاحب ورق ساز نے کیا ہے۔ تو ایسے یا اس سے بھی بہتر نتائج برآمد ہوتے اور قادیان کے گرد ایک حرکت مبارک پیدا ہو جاتی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اس امر کو حقیر و خفیف سمجھکر تساہل سے کام لیا گیا۔ بعض دوستوں نے یہ عذر کیا۔ کہ ہم عالم نہیں کہ تبلیغ کریں۔ بعض احباب نے یہ کہکر ٹالدیا۔ کہ ہم عالم لوگ ہیں اور ہماری تقاریر عالمانہ رنگ لئے ہوتی ہیں۔ دیہاتی جہلا سے گفتگو کرنے کا ڈھنگ ہم نہیں جانتے۔ بعض نے ضعف پیری اور بعض نے ایام طفلی کا عذر پیش کر دیا۔ بعض دوستوں نے یہ کہا کہ ہمارے فرائض منصبی جو خدمت اسلام پر مشتمل ہیں۔ ان سے فرصت نہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اگر اس قسم کے اعتراضات کی طرف توجہ کی جائے۔ تو پھر تبلیغ اسلام اور اللہ تعالیٰ کے کام کے لئے دنیا میں کوئی بھی فارغ نہیں۔ غیر احمدی لوگ جو خدمت اسلام کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کے عذرات بظاہر ان سے بھی زیادہ معقول اور وزنی ہوا کرتے ہیں۔

اس لئے احباب کی خدمت میں اب دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ ہفتہ میں ایک بار تین گھنٹہ کے لئے تبلیغ کے لئے قادیان سے باہر چلے جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اور اس سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا۔ نہ ہی کسی فرض منصبی میں نقص واقعہ ہوتا ہے۔ میری رائے میں سوائے کسل کے اور کوئی وجہ نہیں اور کسل وہ چیز ہے۔ جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

اس کام کو انتظامی صورت میں لانے کے لئے عزیزم شیخ محمود احمد صاحب مقرر ہیں۔ لیکن احباب مجھ سے براہ راست بھی مل سکتے ہیں۔ اور ہدایات لے سکتے ہیں ؂

حکیم مرہم عیسیٰ صاحب اور پیغام صلح

"پیغام صلح" نے حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کے نام سے تحریر شایع کی ہے۔ ہمیں چونکہ اس بارے میں اطمینان نہیں ہے۔ اس لئے اگر پیغام صلح اصل تحریر بذریعہ رجسٹری ہمارے پاس بھیجدے۔ تو ہم دیکھنے کے بعد اصل اسے واپس پہنچا دینے کا ذمہ لیتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے حکیم صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ اور حضور علیہ السلام کے خاندان سے دلی محبت اور اخلاص ہے۔ اور وہ اس اخلاص اور محبت کو کسی طرح بھی قطع نہیں کر سکتے۔ باقی جس مسئلہ کی ان کو سمجھ نہیں آئی۔ اس میں وہ معذور ہیں۔ ان کا ہمیشہ جھگڑا حضرت مسیح اسرائیلی کی ولادت کے متعلق بھی جماعت میں رہا۔ مگر باوجود اس کے حضرت مسیح موعود اور حضور کے خاندان سے جو تعلق ان کا تھا۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور ویسا ہی حضرت خلیفۃ المسیح اول سیدنا نورالدین اعظمؓ سے جو تعلق تھا۔ وہ بھی ان کے خیالی مسئلوں کی وجہ سے کسی وقت بھی قطع نہ ہوا۔ پھر اب وہ تعلق پیدا کر کے کیسے قطع کر سکتے ہیں۔ انکو دس برس کے لمبے عرصہ کی مفارقت ہی حضرت مسیح موعود کے خاندان سے ہمیشہ بے چین کئے رکھتی تھی۔ اب وہ کیسے حضرت مسیح موعود کے خاندان اور قادیان سے قطع تعلق کر سکتے ہیں ؂

۱۳ تیرھویں جلد کا اختتام

اس نمبر ۱۲۲ کے ساتھ خدا کے فضل سے تیرھویں جلد ختم ہوتی ہے۔ اور الفضل چودھویں سال میں قدم رکھتا ہے۔ جو خدمت ہمارے متعلق تھی۔ اُسے جس طرح پر ادا کیا گیا ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ اور جو کچھ آپ صاحبان کے ذمے تھا۔ یعنی توسیع اشاعت۔ اس کے متعلق عرض کر دوں۔ کہ میں نے تیرھویں جلد کے آغاز میں روانگی اخبار کی تعداد کا نوٹ رکھ لیا تھا۔ آج آخری پرچہ اس سے ایک سَو دو ۱۰۲ تعداد میں کم روانہ ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ الفضل نے بلحاظ خریداری کیا ترقی کی ہے۔ اور احباب کرام نے اپنا فرض کہاں تک ادا کیا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تلافی مافات کے لئے پوری پوری توجہ کی جائیگی۔ اور اسی ماہ کے اندر میں اعلان کر سکونگا کہ نہ صرف کمی تعداد پوری ہو گئی۔ بلکہ الفضل اتنا چھپتا ہے۔ جتنا اسوقت چھپتا تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ لنڈن میں تشریف فرما تھے۔

(مینیجر الفضل قادیان)

میاں عبداللہ صاحب کمپونڈر مرحوم

بروز عید ۲۲ر جون ۱۹۲۶ء بوقت دس بجے دن کے میاں عبداللہ صاحب ساکن سنور سابق وارڈ ریسر و کمپونڈر نور ہسپتال قادیان وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے ساتھ مجھے آٹھ سال سے تعلق رہا ہے۔ میں نے ان کو نہایت مخلص اور قوی الایمان پایا۔ جنگ یورپ میں سلسلہ کی طرف سے خدمات کی غرض سے بطور ڈریسر بھرتی ہو کر گئے۔ وہاں ہی اس مرض میں جس میں وفات پائی ہے۔ مبتلا ہو کر پنشن یافتہ ہو کر واپس آئے۔ آٹھ سال تک بیماری کی تکلیف صبر کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ و خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مرحوم کو بہت مخلصانہ تعلق تھا۔ اور اس اخلاص کا ہی نتیجہ تھا کہ مرحوم نے اپنی والدہ کو جو سیدہ امۃ الحی مرحومہ کی خادمہ یا مائی کہلاتی ہے۔ سنور سے بلا کر حضرت کے خاندان کی خدمت پر لگا دیا۔ مرحوم کے قادیان آنے کے متعلق جو واقعہ ہے وہ بھی مرحوم کے سچے اور بڑے ہوئے اخلاص اور خاص مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی فرماتے ہیں۔ کہ عبداللہ کو قادیان بلا لو۔ اور یہیں ٹھہراؤ۔ اسپر مرحوم کو خط لکھا گیا۔ تو مرحوم سب گھر بار چھوڑ کر یہاں آ گئے۔ اور آخر دم تک یہیں رہے ؂

نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوا۔ سب احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے درد دل سے دعائے مغفرت کریں۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مائی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

خاکسار حشمت اللہ انچارج نور ہاسپٹل۔ قادیان

الفضل کا ضمیمہ

اس اخبار کے ساتھ نور اینڈ سنز کی ادویات کا اشتہار بطور ضمیمہ شائع ہوتا ہے۔ موتی دانت پوڈر۔ اکسیر معدہ موتی سُرمہ کے استعمال کا تجربہ میں نے کیا ہے۔ یہ ادویہ مفید پائی گئیں اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ شیخ محمد یوسف صاحب کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے۔ جب تک مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر مفید ہونے کا اطمینان نہ حاصل کر لیں۔ امید ہے احباب کرام بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اٹھائیں گے ؂

(مینیجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ - قادیان دار الامان - ۲۹ جون سنہ ۱۹۲۶ء

حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں گاندھی جی کی حیثیت

آریہ سماجی اصحاب کی فطرت ہی اس قسم کی واقعہ ہوئی ہے۔ کہ انہیں چھیڑ خانی اور نیش زنی میں مزا آتا ہے۔ اگر کوئی سوامی دیانند جی کی عجیب و غریب شخصیت اور ان کی خلاف غیرت و حمیت تعلیم کا ذکر کرے۔ یا آریہ سماجیوں کے عقائد اور اعمال کے متعلق کچھ لکھے۔ تو انہیں حق حاصل ہے۔ کہ وہ بھی قلم اٹھائیں۔ مگر تہذیب و متانت کو مد نظر رکھتے ہوئے اور شرافت و انسانیت کو ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے۔ لیکن کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ آریہ صاحبان ہمارے متعلق خواہ مخواہ ہر بات میں دخل دیتے ہوئے اپنی خاص فطرت کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔

چند دن ہوئے۔ گاندھی جی کا ایک مضمون اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ وہ ساری عمر کسی کامل گورو کی تلاش میں رہے ہیں۔ لیکن تا حال انہیں کوئی ایسا انسان نہیں ملا۔ جسے وہ اپنا گرو بنا سکیں۔ وہ اب بھی گرو کی تلاش میں ہیں۔ اور گورو کے لئے ان کا خانۂ دل خالی پڑا ہے۔

اس کے متعلق ہر ایسے شخص کو جو اپنے خیال میں کسی کو کامل روحانی رہنما سمجھتا۔ اور اس کی پیروی کو ذریعہ نجات یقین کرتا ہے۔ حق تھا۔ کہ گاندھی جی کو اپنے تسلیم کردہ گورو کے قبول کرنے اور اس سے فیض حاصل کرنے کی دعوت دیتا۔ اسی وجہ سے ہم نے گاندھی جی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں داخل ہونے کے لئے کہا تھا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ کے لوگوں کی روحانی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے کامل گورو بنا کر بھیجا ہے اور آپ کے سوا کوئی اور انسان ایسا نہیں ہے۔ جسے یہ رتبہ حاصل ہو۔

اس موقعہ پر آریہ سماجیوں کو بھی حق حاصل تھا کہ وہ بھی گاندھی جی کو اپنے رشی دیانند جی کے گورو ماننے کی تلقین کرتے۔ اور ان کے کامل گورو ہونے کا یقین دلاتے۔ لیکن وہ اس کے لئے آمادہ نہ ہوئے۔ کیونکہ اس لئے کہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا گاندھی جی سوامی دیانند اور ان کی مایۂ ناز کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے متعلق ایسی رائے ظاہر کر چکے ہیں۔ جو آریہ سماج کے لئے خوش کن نہ تھی۔ اور تمام آریہ سماجی ایک عرصہ تک گاندھی جی کے خلاف سخت غصہ اور رنج کا طوفان برپا کئے رہے۔

اس وجہ سے آریہ سماجیوں کو یہ تو جرأت نہ ہوئی کہ اپنے رشی کے متعلق گاندھی جی کو آزمودہ را آزمودن کی دعوت دے سکیں۔ مگر ہماری دعوت پر انہیں خموش رہنا بھی گوارا نہ ہوا۔ اور ایک آریہ سماجی اخبار "آریہ ویر" (۹ جون) راولپنڈی نے اپنے آریہ پن کا پورا پورا ثبوت پیش کر دیا۔

ناظرین! اس انیسویں صدی کے مہرشی" کے چیلے کے الفاظ پڑھیں۔ اور اس کی شرافت اور تہذیب کی داد دیں جو "قدقی نبی کے چیلے کی حماقت" کا عنوان رکھ کر لکھتا ہے:۔

"مہاتما گاندھی گورو کے متلاشی ہیں۔ اس موقعہ پر بھلا یہ کب ممکن ہو سکتا تھا۔ کہ قدقی نبی کے چیلے جانتے پیچھے رہیں۔ چنانچہ قادیانی اخبار الفضل ۸ جون کے انشو میں لکھتا ہے

"اسلام نے اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کھڑا کیا ہے۔ ہم گاندھی جی سے گذارش کرینگے۔ کہ وہ اس گورو کی تعلیم کے متعلق جس کے سوا اس زمانہ میں کسی نے کامل گورو ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ غور و فکر سے کام لیں۔"

کون ہے۔ جو اس قدقی نبی کے چیلے کی جرأت پر نہ ہنسے۔ مہاتما گاندھی جیسے سداچاری اور دھرماتما انسان کے سامنے ایک ایسے شخص کو گورو پیش کرنا جس کو آسمان پر نکاحوں کے ہی الہام ہوتے رہے۔ اور جو ایسی حسرتیں سینے میں لیکر اس دنیا سے چل بسے۔ حماقت سے کم نہیں۔"

اس کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جو باقاعدہ شادی کو انسانیت کا لازمہ اور شرافت کا تقاضا سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک نکاح کے متعلق الہام ہونا کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ معیوب بات اگر کوئی ہے تو یہ کہ نکاح سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے تقاضا ر نکاح کو آزادانہ طور پر پورا کیا جائے۔

اس بات کو ذہن نشین کرانے کے لئے اگر ہم "آریہ ویر" کی توجہ اس نظارہ کی طرف دلائیں۔ جو اخبار "آریہ گزٹ" نے اپنے حال کے "رشی نمبر" میں سوامی دیانند کے سامنے ایک بنی ٹھنی خوبصورت نوجوان عورت کو بٹھا کر دکھایا ہے۔ اور اس تشریح کا حوالہ دیں۔ جو اس سین کی ایک سناتنی اخبار نے کی ہے۔ تو امید ہے اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ منکوحے بودن وہم رنگ مستان زیستن کا کیا مطلب ہے۔

ہم مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ بانی آریہ سماج کے متعلق ان واقعات کا حوالہ دیں۔ جو ان کی مجردانہ زندگی کی پردہ دری کرتے ہیں۔ اور جنھیں سناتنی اصحاب بڑے زور کے ساتھ پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ نکاح کے متعلق الہام پر اعتراض کرنے والوں کو اس قسم کے واقعات کا جواب سوچ لینا چاہئیے۔ جو مجردانہ زندگی بسر کرنے کے مدعی کے خلاف بیان کئے جاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو اگر نکاح کے متعلق الہام ہوا۔ تو اس میں کیا برائی ہے۔ اگر نکاح یعنی باقاعدہ شادی کے متعلق دنیا میں گفتگو کرنا معیوب بات ہے۔ تو اس کے متعلق الہام ہونا بھی معیوب سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو پھر خدا اگر اپنے محبوب کو نکاح کے متعلق کچھ کہے۔ تو اسے کیوں معیوب قرار دیا جاتے معلوم ہوتا ہے۔ "آریہ ویر" حسب ہدایات سوامی دیانند جی باقاعدہ شادی کی بجائے نیوگ کا زیادہ دلدادہ ہے۔ اور نیوگ وہ غیرت کش مسئلہ ہے۔ جو خاوند کی زندگی بلکہ موجودگی میں عورت کو دس غیر مردوں تک سے تعلق پیدا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ جن لوگوں کی فطرت ایسے مسئلہ کی متحمل ہو چکی ہو۔ وہ اگر نکاح کے متعلق طنز کریں۔ تو تعجب ہی کیا ہے۔

"آریہ ویر" نے گاندھی جی کو "سداچاری" قرار دیکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوزیشن اس وجہ سے دنی قرار دی ہے۔ کہ آپ کو نکاح کے متعلق الہام ہوا۔ یہ تو ہم بتا چکے ہیں۔ کہ نکاح کے متعلق الہام ہونا کوئی عیب کی بات نہیں۔ اب گاندھی جی کی "سداچاری" کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ بھی اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ خود گاندھی جی نے اپنی زندگی کے تجربات کے ذیل میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا صرف ایک حصہ پیش کرتے ہیں۔

گاندھی جی اپنے ایک دوست کا ذکر کرتے ہوئے جس نے انہیں گوشت خوری کی چاٹ لگائی۔ اور انہیں اس بات کو

پوشیدہ رکھنے کے لئے بقول خود بارہا اپنی ماتا سے "جھوٹ" بولنا پڑا۔ لکھتے ہیں :۔

"ان حضرت نے مجھے بدکاری میں پھنسانے کی بھی کوشش کی۔ اور ایک مرتبہ مجھے طوائف کے محلہ میں لے گئے وہاں انہوں نے ایک ویشیا (پیشہ ور عورت) کے گھر میں مجھو مناسب ہدایات دیکر بھیجا۔ مجھکو اسے روپیہ پیسہ تو کچھ دینا ہی نہ تھا۔ سب حساب ہو چکا تھا مجھے تو اس کے ساتھ صرف بات چیت کرنی تھی۔ بہر حال میں اس مکان کے اندر جاکر داخل ہوا۔ اور اسے باہر سے بند بھی کر دیا گیا"

اسکے بعد کیا ہوا۔ گاندھی جی فرماتے ہیں :۔

"شرم کے مارے بت بنکر میں اس ویشیا کے پلنگ پر بیٹھ گیا۔ اور ایک حرف تک زبان سے نہ نکال سکا وہ بہت غصہ ہوئی۔ اور مجھے دو چار کھری کھری سنا کر دروازہ دکھا دیا"

اخیر میں لکھتے ہیں :۔

"میری زندگی میں ایسے ہی دو چار اور واقعات بھی ہوئے تھے۔ جو کہ مجھے بخوبی یاد ہیں۔ ان میں سے بہت سے واقعات کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ میں اپنی کوشش کے بغیر ہی اتفاقیہ بدکاری کا شکار ہونے سے بچ گیا چونکہ میں وشے بھوگ (زنا) کی خواہش کر چکا تھا۔ اس لئے یہ سمجھ لیا جا سکتا ہے۔ کہ میں تو اس پاپ کا بھاگی (مرتکب) ہو ہی چکا تھا" (تیج ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء)

ان سطور کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جو شخص اپنے کریکٹر کے متعلق اپنے منہ سے اس حد تک اقرار کرتا ہو۔ وہ ایک ایسے انسان کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جس کی عصمت اور پاکدامنی کی شہادت لاکھوں انسان دے رہے ہیں۔

ہمیں ضرورت نہ تھی۔ کہ گاندھی جی کے متعلق ان کے خود بیان کردہ حالات کا بھی ذکر کرتے۔ لیکن آریہ اخبار نے گاندھی جی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں رکھکر ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا۔ اب بھی ہم نے صرف انہی الفاظ کے پیش کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ جو خود آریہ اخبار گاندھی جی کی طرف سے شائع کر چکے ہیں ٭

راولپنڈی کا افسوسناک فساد

اس سے بڑھ کر ہندو مسلمانوں کی اور کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے۔ کہ ایک مقام کے زخم خوردہ اور ستم رسیدہ لوگ ابھی کراہ ہی رہے ہوتے ہیں۔ وہاں کی بیواؤں اور یتیموں کی آہیں ابھی بلند ہی ہو رہی ہوتی ہیں۔ وہاں کے خانہ برباد اور تباہ حال لوگ اپنی مصیبت اور تباہی کی داستانیں دردناک الفاظ میں سنا ہی رہے ہوتے ہیں۔ کہ دوسری جگہ فساد شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہی لوگ جو صدیوں سے ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے کو اس طرح چیرنا پھاڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ جنگل کے درندے بھی ایسا نہیں کرتے۔ کلکتہ کے فسادات اور ان کے دردناک حالات ہی کوئی کم شرمناک نہ تھے۔ اور ابھی ان پر چند ہی دن گذرے تھے۔ کہ راولپنڈی میں خون خرابہ شروع ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک رات کی رات میں کئی گھرانے جو تھوڑی دیر ہی قبل آرام و چین کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ماتم کدہ بن گئے۔ سرکاری اطلاع کے مطابق ۱۱ مسلمان ۳ سکھ اور ایک ہندو دوران فساد میں قتل ہوئے۔ اور ۲۷ مسلمان ۷ سکھ اور ۱۲ ہندو زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ آتشزدگی کی وجہ سے غلہ منڈی کی دوکانیں جل کر خاک سیاہ ہو گئیں۔ دوسرے حلقوں میں بھی سخت نقصان ہوا۔ اور اس طرح ان کی آن میں آباد اور خوش و خرم شہر کا نقشہ بدل گیا شکر ہے۔ کہ مقامی اعلیٰ حکام نے نہایت سرگرمی اور ہوشیاری کے ساتھ بہت جلد حالات پر قابو پا لیا۔ اور باوجود اس کے فسادات کم ہوا۔ انہوں نے دن چڑھنے سے پہلے پہلے کلی طور پر اسے روک دیا۔ ورنہ نہ معلوم فتنہ انگیز اور مفسد لوگ جنھوں نے رات کی تاریکی اور عام لوگوں کی بے خبری کے موقعہ کو فساد کے لئے منتخب کیا تھا۔ کس قدر تباہی و بربادی کا باعث بنتے ٭

ہم جہاں راولپنڈی کے اعلیٰ حکام کی اس سرگرمی اور قابلیت کی تعریف کرتے ہیں۔ جو انہوں نے ایک خطرناک فساد کے فرو کرنے میں دکھائی۔ وہاں ہم ہندو مسلمانوں کی حالت پر افسوس کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ اس قسم کے فسادات نہ صرف انہیں ساری دنیا میں بدنام کر رہے ہیں۔ بلکہ خود ان کے آرام و چین کو برباد کرنے کا بھی باعث بن رہے ہیں۔ کاش! یہ لوگ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا احترام کرنا سیکھیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ رواداری کا برتاؤ کریں۔ اور ہمسائگی کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے امن اور آشتی سے زندگی بسر کریں ٭

اس موقعہ پر ہم یہ کہنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں اور سکھوں نے اپنے اس اتحاد اور اتفاق کا نتیجہ تو دیکھ لیا ہے۔ جس کے عروج کے زمانہ میں ہی امام جماعت احمدیہ نے بتا دیا تھا۔ کہ چونکہ یہ صحیح بنیادوں پر نہیں ہے۔ اس لئے دیرپا نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے ٹوٹنے پر پہلے سے بھی بدتر حالت ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے مقابلہ میں آپ نے اپنی متعدد تحریروں اور تقریروں میں حقیقی اتحاد کا طریق بھی بتایا تھا۔ اب وقت ہے۔ کہ اس کی طرف توجہ کی جائے کیا ذمہ دار اصحاب اس قدر تلخ تجربہ کے بعد بھی ادھر متوجہ نہ ہوں گے ٭

ہندو دھرم میں بیواؤں پر ظلم

ہندوؤں میں بیوہ عورتوں پر جس قدر سختی اور تشدد روا رکھا جاتا ہے۔ اس کا کسی قدر ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے۔ جو حال ہی میں علاقہ مدراس میں وقوع پذیر ہوا۔ بالفاظ آریہ اخبار تیج (۹ جون ۱۹۲۶ء) یوں ہوا۔ کہ ایک بیوہ برہمنی نے دو سرکردہ براہمنوں پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کیا۔ بیوہ ۲۵ سالہ نوجوان عورت ہے۔ جس نے اپنے فوت شدہ خاوند کی سالانہ رسوم ادا کرنی تھیں۔ اس موقعہ پر پوجا کرانے کے لئے اس نے دو مقامی براہمنوں کو بلوایا جنھوں نے شرادھ کرانے کے بعد اس کے ہاں سے کھانا کھایا اور نقدی و نئے پارچات حاصل کئے۔ مگر وہاں کے دو سرکردہ براہمنوں نے ان شرادھ کرانے والے براہمنوں کو بیوہ براہمنی کے ہاں شرادھ کرانے کے الزام میں برادری سے اس بنا پر خارج کر دیا۔ کہ براہمنی قابل اعتراض زندگی بسر کر رہی ہے۔ اور بیوہ کی زندگی کا قابل اعتراض پہلو یہ قرار دیا گیا۔ کہ اس نے اپنے خاوند کے انتقال کے باوجود اپنے سر کے بال نہیں کٹائے۔ بیوہ نے زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند ڈپٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں ان سرکردہ برہمنوں کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ عدالت نے ایک ملزم کو تو رہا کر دیا۔ مگر دوسرے کو یکصد روپیہ جرمانہ کی سزا دی ٭

اگرچہ مجسٹریٹ نے سزا دیکر یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ حکومت کے قوانین کی رو سے ہندو بیواؤں کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرنے والے لوگ جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لیکن کیا ہندو دھرم میں بھی ایسا ہی ہے۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو ہندو بیواؤں کی اسقدر دردناک حالت نہ ہوتی۔ کہ جیتے جی مردوں سے بدتر زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کی جاتیں ٭

مکتوبات امام علیہ السلام

روح کی پیدائش اور بقا

ایک صاحب نے روح کی پیدائش اور پھر ہمیشہ باقی رہنے کے متعلق یہ سوال کیا۔ کہ اگر روح انسانی جسم سے پیدا ہوتی ہے تو جس طرح جسم فنا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح روح بھی فنا ہو جائیگی نیز مشہور ہے۔ کہ سب سے پہلے خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پیدا کی تھی۔ اور سب روحوں کو پہلے پیدا کیا ہوا ہے۔

اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا:۔

یہ اعتراض جو روح کے متعلق کسی نے کیا ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ اس کی عقل کو کیا کہوں۔ یہ کہنا کہ روح اگر جسم سے پیدا ہوتی ہے۔ تو جس طرح جسم مرنے کے بعد ضائع ہو جاتا ہے روح بھی ضائع ہو جائیگی۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ خیال اس سے پیدا ہوا ہے۔ کہ سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ فنا جسم کے ساتھ خاص ہے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کل من علیہا فان۔ ہر چیز جو اس زمین پر ہے۔ اس کے ساتھ فنا ہے۔ خواہ روح ہو خواہ جسم۔ پس اگر روح کو علیحدہ وجود مانا جائے۔ تب بھی یہ ماننا پڑے گا۔ کہ روح فنا کی دستبرد سے آزاد نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ فنا جسم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر مخلوق چیز کے ساتھ لازمی ہے۔ درحقیقت فنا نتیجہ ہے حدوث کا۔ ہر چیز جو پہلے نہیں تھی اور اب ہوئی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ فنا ہو۔ وہی چیز غیر فانی ہوگی۔ جو ہمیشہ سے ہے اور کبھی پیدا نہیں ہوئی۔ غرض فنا ہونا جسمیت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ مخلوق ہونے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ لیکن مسلمانوں میں سے جو لوگ روح کو علیحدہ وجود مانتے ہیں۔ وہ بھی روح کو مخلوق مانتے ہیں۔ پس جب وہ اسے مخلوق مانتے ہیں۔ تو ساتھ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ وہ فنا ہونے والی چیز ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ مانتے ہیں۔ وہ فنا ہونے کے قابل ہے۔ وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیشہ ہمیش رہے گی جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ مانتے ہیں۔ کہ روح کو خدا تعالےٰ زندہ رکھے گا۔ چونکہ خدا تعالےٰ میں یہ طاقت ہے۔ کہ جس چیز کو چاہے زندہ رکھے۔ اس لئے وہ فنا نہیں ہوگی۔ اس کی مثال آگ کی سی ہے۔ کہ آگ تھوڑی دیر کے بعد جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس کے پاس بیٹھا ہوا آگ میں اور لکڑیاں ڈالتا جائے۔ اور اس کے لئے غذا بہم پہنچاتا چلا جائے۔ تو جتنی دیر وہ ایسا کرتا رہیگا۔ جلتی رہیگی۔ پارسیوں کے کئی آتشکدے ایسے تھے۔ جن میں ہزار ہزار سال تک کبھی آگ نہیں بجھی۔ کیونکہ پجاری باری باری سے ان میں لکڑیاں ڈالتے رہتے اور جب وہ جا کے بجھی تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی۔ کہ آئندہ وہ جاری نہیں رہ سکتی تھی۔ بلکہ وجہ یہ تھی۔ کہ اس کے جاری رکھنے والے فنا ہو گئے۔ اگر ان آتشکدوں کے نگران غیر فانی وجود ہوتے۔ تو ابدالآباد تک وہ آتش خانے جاری رہتے۔ یہی حال روح کا ہے۔ روح کو خواہ مستقل وجود مانو تب بھی مخلوق ہے۔ اور جسم سے نکلا ہوا مانو۔ تب بھی وہ مخلوق ہے۔ بہر حال وہ قابل فنا ہے۔ لیکن ایک ازلی ابدی ہستی اگر اس کی زندگی کی ذمہ واری اٹھالے۔ تو پھر اسے کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی۔ وہ ہمیشہ ہمیش صحیح روحانی غذائیں اس کیلئے مہیا کرتی رہے گی۔ اور اس کی مدد اور نصرت کے ساتھ وہ ہمیشہ ہمیش زندہ رہیگی۔ غرض فنا کی خاصیت اپنے اندر رکھنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ وہ چیز فنا بھی ہوگی۔ خدا کا صرف یہی نام نہیں کہ وہ زندہ رہتا ہے۔ بلکہ اس کا یہ بھی نام ہے۔ کہ وہ زندہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ پس وہ اپنی زندگی بخش طاقتوں کے ساتھ جب روح کو فنا سے بچائے رکھیگا تو پھر کونسی چیز ہے۔ جو اس کو فنا کر سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ ہر ایک چیز کے لئے فنا لگی ہوئی ہے لیکن اللہ تعالےٰ کی توجہ جس طرف ہو۔ اس کے لئے فنا نہیں۔ وہ باقی رہے گی۔ پس گو روح اپنے اندر فنا ہونے کی خاصیت رکھتی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ اپنی زندگی بخشنے والی طاقتوں کے ساتھ اور اپنی خاص توجہ کے ساتھ اس کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ اور اس بات پر کسی عقلمند کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔

باقی رہا یہ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے بنائی گئی تھی۔ یہ روایات جو ہیں یا تو لوگوں نے اپنے عقیدوں کے مطابق بعض خیالات گھڑتے ہیں۔ یا یہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو سمجھے نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی روح کو پہلے بنا کر کرنا کیا تھا۔ اگر روح کو اس جسم خاکی میں آنے سے پہلے تمام احساسات تھے۔ اور وہ تمام عبادتیں بھی کرتی تھی۔ اور اعمال بھی اس سے صادر ہوتے تھے۔ تو پھر اس کا علم انسان کو اس دنیا میں ہونا چاہیئے۔ اس کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں پہلے کون کون کام کرتا رہا ہوں۔ خواہ علم کیسا ہی محدود ہو۔ اور اگر روح کوئی بھی کام نہیں کرتی تھی۔ تو پھر اس کی پیدائش لغو تھی۔ اتنی دیر پہلے سے بنانے کا فائدہ کیا تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ روح جسم کے باہر سے آتی ہے۔ وہ اس امر کا کیا جواب دینگے۔ کہ ایک بچے کے اندر خدا تعالےٰ روح ڈالتا ہے۔ جو ایک دو سانس لے کر مر جاتا ہے۔ اس صورت میں یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ خدا تعالےٰ نے ایک روح مستقل طور پر پیدا کی۔ اور اس کی غرض صرف یہ تھی۔ کہ وہ ایک دو سانس لینے کے لئے ایک جسم میں ڈال دی جائے۔ اور پھر نکال لی جائے۔ ایسی روح کی پیدائش کا کیا فائدہ تھا۔

شاعری اور نبوت

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں لکھا۔ کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں شاعری نبی کی شان کے خلاف بتائی گئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب چونکہ شاعر تھے۔ اس لئے نبی نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم میں رسول کریم کے شاعر ہونے کی نفی کی گئی ہے۔

اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا:۔

قرآن شریف میں کہیں بھی شاعری کے خلاف نہیں آیا۔ جو کچھ آیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ شاعر جو خلاف حقیقت باتیں کہتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ ہم مر گئے۔ کبھی کہتے ہیں ہم زندہ ہو گئے۔ کبھی کہتے ہیں۔ ہم خوش ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ ہم غمزدہ ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ ہم بے وفا ہیں۔ کبھی کہتے ہیں ہم معشوق بے وفا ہیں حالانکہ نہ وہ مرتے ہیں۔ نہ وہ روتے ہیں۔ نہ ہنستے ہیں۔ ان کے تمام اشعار صرف ان کے افکار کی آوارہ گردی ہوتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ آپ شاعر نہیں ہیں۔ یا شاعری آپ کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ تو اس سے ہرگز یہ مراد نہیں۔ کہ موزون کلام آپ نے نہیں کہا یا وہ آپ کی شایانِ شان نہیں۔ اول تو حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے موزون کلام فرمایا۔ بخاری میں آپ کا ایک شعر تو غزوہ خندق کے موقع کا موجود ہے۔ پس اس سے یہ تو مراد نہیں ہو سکتی۔ کہ آپ موزون کلام نہیں کہتے تھے۔ یا یہ کہ ایسا کرنا آپ کی شان کے خلاف تھا۔ اور یہ بھی نہیں امید کی جا سکتی۔ کہ عرب جن کا بچہ بچہ شاعر تھا۔ قرآن شریف پر اعتراض کرینگے کہ یہ شعر ہے۔ قرآن شریف میں تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کفار کا یہ اعتراض بیان ہوا ہے۔ کہ قرآن شریف شعر ہے۔ اب اگر شعر سے مراد موزون کلام لیا جائے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ عرب لوگ ایسے جاہل تھے۔ کہ وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے۔ کہ قرآن شریف شعر نہیں ہے۔ کسی پنجابی ان پڑھ کو بھی جو صرف تھوڑے بہت الفاظ پڑھ سکتا ہو۔ قرآن شریف پڑھوا کے دیکھو۔ اور اس سے پوچھو۔ کہ قرآن شریف شعر ہیں۔ تو باوجود عربی نہ جاننے کے وہ یہ نہیں کہیگا کہ یہ شعر ہیں۔ اتنا تو وہ بھی سمجھ جائے گا۔ کہ قرآن کریم

نثر ہے۔ پھر عقل سلیم کب مان سکتی ہے۔ کہ عرب کے اہل زبان جن میں ایسے بڑے بڑے شاعر بھی شامل تھے۔ کہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ان کے شعر پڑھے جاتے تھے۔ اور آپ ان کی تعریف کرتے تھے۔ وہ قرآن کریم کے متعلق یہ کہیں گے۔ کہ یہ شعر ہیں۔ ان کی نسبت اس قسم کا خیال کرنا خود اپنی جہالت کا اظہار کرنا ہے۔ کیا ممکن ہے۔ کہ ایسے بڑے بڑے شاعر یہ بھی نہ سمجھ سکتے ہوں کہ قرآن کریم نثر ہے شعر نہیں باوجود اس کے قرآن کریم نثر تھا۔ ان لوگوں کا اسے شعر قرار دینا بتاتا ہے کہ شعر سے مراد ان کے نزدیک اعتراض کرتے وقت موزون کلام نہیں تھی۔ بلکہ ان کی کچھ اور مراد تھی۔ اور وہ مراد یہی تھی۔ کہ شعر کے اصل معنے عربی زبان میں اس کلام کے ہیں۔ جو جذبات کو ابھارتا ہو۔ چونکہ موزون کلام عام طور پر نثر سے زیادہ جذبات کو ابھارتا ہے اس لئے اس کا نام انہوں نے شعر رکھدیا ہے۔ ورنہ اصل معنے شعر کے یہی ہیں۔ کہ جو انسان کے جذبات کو ابھار کر سامنے لاتا ہو۔ اور کفار کہ جب قرآن کریم کو شعر کہتے تھے۔ تو ان کا مطلب یہی ہوا کرتا تھا۔ کہ اس میں ایسی باتیں ہیں۔ کہ جذبات انسانی کو ابھار دیتی ہیں۔ اور اس طرح فریب دیکر اپنی طرف موہ لیتی ہیں۔ اور جب قرآن کریم اس بات کا انکار کرتا ہے۔ تو اس کا بھی یہ مطلب نہیں۔ کہ قرآن کریم کلام موزون نہیں ہے کیونکہ اس سوال کا جواب دینے کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ نہ عرب ایسا سوال کر سکتے تھے اور نہ اگر کوئی کرتا تو اس کا جواب دینے کی ضرورت تھی۔ قرآن شریف کا مطلب بھی یہی ہے۔ کہ میرے اندر تو حقائق اور معارف ہیں۔ جو کلام صداقتوں سے پُر ہو۔ اس کی نسبت کس طرح کہہ سکتے ہو۔ کہ ملمع سازی کا کلام ہے۔ جو جذبات کو ابھار کر لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

یہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے۔ وما ینبغی لہ یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ جو معنے میں نے کئے ہیں۔ وہی درست ہیں۔ کیونکہ اس کلام سے کافروں پر حجت کی گئی تھی۔ اب اگر اس کے یہ معنے ہوں۔ کہ نبی کی شایان شان شعر نہیں۔ تو یہ کوئی دلیل نہیں رہتی۔ کیونکہ جو لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ نعوذ باللہ ان کے سامنے یہ دلیل پیش کرنا۔ کہ چونکہ یہ نبی ہیں۔ اس لئے یہ شعر کہہ ہی نہیں سکتے۔ یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ وہ تو نبی مانتے ہی نہیں تھے۔ پس اس آیت کے ایسے ہی معنے ہونے چاہئیں۔ جو کافروں پر حجت ہوں اور وہ یہی ہیں۔ کہ تم خود اس کے اخلاق اور اس کی دیانت کے قائل رہے ہو۔ اور اس کی سچائی کی گواہی دیتے ہو۔ پھر یہ کیونکر کہہ سکتے ہو۔ کہ ملمع سازی کرکے لوگوں کو موہ لیتا ہے۔ یہ بات تو اس کی شان کے شایاں نہیں۔ پس اس میں ایسی شان کا ذکر نہیں۔ جو خدا نے دی تھی۔ اور جس سے کافر [illegible]

سابقون بالخیرات
جماعت احمدیہ میں سب سے پہلی وا

ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے راولپنڈی سے مندرجہ ذیل مضمون کا خط بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ لکھا ہے:۔

بخدمت اقدس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) گذارش ہے۔ کہ پچھلے اتوار کو حضور کا ۴ر مئی کا خطبہ جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب نے ایک میٹنگ میں سنایا۔ جس میں کچھ وصیت کا ذکر تھا۔ حضور نے فرمایا ہے۔ کہ دسواں حصہ ادنیٰ درجہ ہے۔ اسی وقت خاکسار نے میٹنگ میں خانصاحب سے عرض کیا۔ کہ میں آئندہ دسویں حصہ کی بجائے آٹھواں حصہ دیا کرونگا۔ حضور خاکسار کی وصیت میں یہ تبدیلی منظور فرما کر دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس سے بھی زیادہ توفیق دے۔ اور اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے۔

(۲) مولوی عبد اللطیف صاحب سکنہ خانوالی ضلع گجرات اپنے وصیت نامہ میں لکھتے ہیں۔ میں اپنی آمد کا ⅕ حصہ ماہوار بعد وصیت ماہ مئی ۱۹۲۶ء سے ادا کرتا رہوں گا۔

(۳) میاں مہر الدین صاحب محلہ دار الفضل قادیان سے لکھتے ہیں۔ میں نے اپنی آمدنی اور جائداد دونو کے 1/10 کی وصیت ماہ اپریل ۱۹۲۶ء سے کی تھی۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ سننے کے بعد جس میں حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اعلیٰ درجہ کا مومن بننا چاہیئے۔ میں بجائے 1/10 حصہ کے اپنی جائداد کا بھی اور اپنی ماہوار آمد کا بھی ⅕ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نوٹ:۔ موصی مذکور نے ماہ مئی کی آمدنی ۵۰ کا ⅕ حصہ مبلغ دس روپیہ ادا کر دیئے ہیں۔ جزاکم اللہ خیر الجزا

(۴) چوہدری نور الدین صاحب نمبردار چک ۱۰۶ متصل ہڑپہ نے اپنا وصیت نامہ بھیجا ہے۔ اور لکھا ہے۔ میری اس وقت سالانہ آمدنی اندازۃً للمنت ۳۰۰ روپیہ ہے زندگی میں ⅕ حصہ آمدنی کا بعد وصیت داخل کیا کروں گا اور بوقت وفات میری جس قدر جائداد ہو۔ خواہ منقولہ خواہ غیر منقولہ اس کے ⅕ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

چوہدری صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کا خاص شوق ہے۔ چنانچہ سالانہ جلسہ بابت سال ۱۹۲۳ء و ۱۹۲۴ء میں انہوں نے تمام جلسہ کے خرچ کے لئے لکڑی جلانے والی بھجوائی تھی۔ اور گھی کا ایک ٹین بھی ہر سال علاوہ چندہ کے مہمانان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھجواتے ہیں۔ میں اس اخبار کے ذریعہ سے بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ درخواست کرتا ہوں۔ اور پھر تمام جماعت احمدیہ سے کہ چوہدری صاحب موصوف کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کو اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ جو صاحب عمر، صاحب اقبال اور خادم دین ہو۔ اور چوہدری صاحب موصوف کو اس سے بڑھ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق ملے۔

(۵) مسماۃ مہر بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری نور الدین صاحب اپنے وصیت نامہ میں تحریر فرماتی ہیں۔ میں اپنی جائداد کا ⅓ حصہ اپنی زندگی میں داخل کرادونگی۔

احباب اپنے ان مخلصوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کے اموال میں برکت دے۔ ان کے ایمانوں کو کامل فرمائے اور سب کا انجام بالخیر ہو۔ آمین۔ اور یہ بھی دعا فرمائیں۔ کہ ایسے مخلصوں میں دن بدن اضافہ ہو۔ تا اشاعت اسلام کے لئے کثرت سے پاک اور طیب اموال جمع ہوں۔ اور وہ کام جس کے لئے جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا گیا ہے یعنی اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کو دکھایا جائے۔ وہ پورا ہو۔

امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی خان صاحب منشی فرزند علی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

جناب سیکرٹری صاحب مقبرہ بہشتی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ اتوار کے اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریک کے ماتحت مندرجہ ذیل احباب نے اپنے حصہ آمد میں جس کی وصیت انہوں نے کی ہوئی تھی۔ حسب ذیل اضافہ کیا:۔

نام وپتہ موصی	بجائے	آئندہ وعدہ
قاضی محمد رشید صاحب کلرک قلعہ	1/10	1/9
شیخ فضل احمد صاحب کیمبل کور	1/10	1/7
میاں کریم بخش صاحب درزی گوجرانوالہ	1/10	1/8
ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم	1/10	1/8

نئے موصی

بابو نواب الدین صاحب کلرک قلعہ میگزین — 1/9

(محمد سرور سیکرٹری کارپرداز مصالح قبرستان)

غیر مبایعین کا ایک بہتان عظیم

جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمنوا غیر مبایعین کی طرف سے ہمارے خلاف بڑے زور شور سے یہ گمراہ کن پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ کہ ہم کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو عملاً منسوخ سمجھتے ہیں۔ اور دلیل اس کی یہ دی جاتی ہے۔ کہ ہم (مبایعین) کلمہ طیبہ پر ایمان لانے والے کو اس وقت تک مسلمان نہیں سمجھتے۔ جب تک وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لائے۔ پس چونکہ ہم مسیح موعود پر ایمان لانا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ اس لئے گویا غیر مبایعین کے خیال کے مطابق ہم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کو مسلمان بننے کے لئے کافی نہیں سمجھتے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہم عملاً کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ سمجھتے ہیں۔ غیر مبایعین یہ مغالطہ اس لئے دیا کرتے ہیں۔ کہ سادہ لوح طبائع کا شکار کر سکیں۔ میں اس جگہ اس مغالطہ کے دو جواب دوں گا۔ ایک الزامی اور دوسرا تحقیقی۔ اول میں الزامی جواب دیتا ہوں۔ جو انشاء اللہ ان کے مغالطہ کی پردہ دری کر دیگا۔

جو اعتراض جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے ہم پر کیا جاتا ہے۔ اصولاً وہ اعتراض بعینہٖ ان پر بھی وارد ہوتا ہے۔ کیا اگر جناب مولوی محمد علی صاحب اور دیگر غیر مبایعین کے پاس کوئی شخص آئے۔ اور آکر یہ کہے۔ کہ میں نے گہری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں۔ اس لئے مجھے مسلمان بنایا جائے مگر ساتھ ہی یہ کہے۔ کہ موسیٰ یا عیسیٰ علیہما السلام کے متعلق میری تحقیق یہ ہے۔ کہ وہ مفتری اور دروغگو تھے۔ تو کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء اسے مسلمان بنانے کے لئے اس سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہی اقرار لیں گے۔ یا صاف کہدینگے۔ کہ تم اسوقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے۔ جب تک خدا کے سب نبیوں پر ایمان نہ لاؤ۔ اور تم اسوقت تک ہرگز ہرگز ملت اسلامیہ میں داخل نہیں ہو سکتے خواہ ہزار دفعہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرو۔ جب تک حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو نبی برحق تسلیم نہ کرو اگر تو جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء ایسے شخص کے مسلمان بننے کے لئے اس سے صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار لے لینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ حضرت موسیٰ یا عیسیٰ علیہما السلام کو مفتری ہی سمجھتا ہے۔ تب تو وہ اپنے اس بے ثبوت عقیدہ کی بناء پر ہمیں عملاً تنسیخ کلمہ طیبہ کا ملزم گردان سکتے ہیں۔ لیکن اگر ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار اسوقت تک انسان کو مسلمان نہیں بنا سکتا۔ جب تک کہ خدا کے سب نبیوں پر ایمان نہ لایا جائے۔ تو کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء تنسیخ کلمہ کا جو الزام ہم پر لگاتے ہیں۔ وہ ان پر بھی وارد نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے۔ اور ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ محض کلمہ طیبہ کے اقرار کو مسلمان بننے کے لئے کافی نہیں سمجھتے۔ جب تک تمام انبیاء پر ایمان نہ لایا جائے۔ تو اب جو جواب ہمارے غیر مبایعین دوست اپنے اوپر سے اس الزام کے دور کرنے کے لئے دے سکتے ہیں۔ وہی ہماری طرف سے سمجھ لیا جائے۔

علاوہ ازیں جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ جو شخص مسیح موعود علیہ السلام کو کافر و کاذب سمجھتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان کے پاس مسلمان ہونے کے لئے آئے۔ اور وہ آکر یہ کہے۔ کہ میں نے گہری تحقیقات اور بڑے غور و خوض سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے راستباز رسول ہیں۔ مگر مرزا صاحب کو میں مفتری اور کافر سمجھتا ہوں۔ پس مجھے مسلمان کیا جائے۔ تو کیا جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمنوا ایسے شخص کو مسلمان بنانے کے لئے اس سے محض کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار لینا ہی کافی سمجھیں گے یا اسے کہیں گے کہ میاں تم اسوقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے۔ جب تک حضرت مسیح موعود کو کافر و کاذب کہنا نہ چھوڑ دو۔ اگر تم حضرت مرزا صاحب کو کافر و کاذب کہتے رہو۔ تو خواہ لاکھ دفعہ بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرو۔ مسلمان نہیں ہو سکتے۔

پس جب جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح موعود کو کافر قرار دینے والا شخص خود کافر ہے۔ اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ کو کافر قرار دینا چھوڑ نہ دے۔ خواہ وہ لاکھ دفعہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہو۔ تو کیا جو اعتراض مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے ہم پر کیا جاتا ہے وہی اعتراض اصولاً ان پر وارد نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے۔ تو جو جواب جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء ہمیں دے سکتے ہیں۔ وہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیا جائے۔

ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار مسلمان بنانے کے لئے کافی ہے۔ ہاں اقرار صالح ہونا چاہیئے۔ اقرار صالح سے مراد یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا تبھی ایمان صالح کہلا سکتا ہے۔ جبکہ انسان ان تمام امور پر ایمان لائے۔ جن پر ایمان لانا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ یعنی کلمہ طیبہ کے اقرار کا یہ مطلب ہے کہ میں تمام ان باتوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جن پر ایمان لانا شریعت اسلامیہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور ایسی کسی ایک بات کا بھی انکار نہیں کرتا۔ جس کا انکار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کو مستلزم ہے۔ جب کوئی شخص ان معنوں کے لحاظ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے گا۔ تب اس کا اقرار اقرار صالح قرار پائے گا۔ ورنہ اگر کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا رہے۔ لیکن قیامت کو ایک وہم سمجھے۔ ملائکہ کے وجود کا منکر رہے۔ بعض انبیاء کو مفتری سمجھے۔ تو اس کا اقرار اقرار صالح نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان امور کے انکار کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار مستلزم ہے۔ ایسا شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ خواہ لاکھ دفعہ کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا پھرے۔ پس ہمارے نزدیک جس طرح مسلمان ہونے کے لئے کلمہ طیبہ کا اقرار ان معنوں میں کرنا ضروری ہے۔ کہ میں ان تمام باتوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جن پر ایمان لائے بغیر انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور جن کے انکار کو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار مستلزم ہے۔ اسی طرح ہمارے نزدیک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا جزو ایمان ہے۔ کیونکہ آپ کے انکار کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار مستلزم ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

پس جبکہ مسیح موعود کے انکار سے خدا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار لازم ہے۔ تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں خود مسیح موعود کا اقرار آ جاتا ہے۔ اس لئے جو شخص مسیح موعود علیہ السلام کا منکر ہو کر منہ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے۔ وہ اسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا جس طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا رہے۔ مگر ساتھ ہی گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے بعض یا تمام یا دیگر ایمانیات کا منکر رہے۔

پس ہم چونکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کی تکمیل ہی اسوقت سمجھتے ہیں۔ جبکہ انسان تمام ان باتوں پر ایمان لائے جن پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اور کسی ایسی بات کا انکار نہ کرے۔ جس کے انکار کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وسلم) کا انکار مستلزم ہے۔ اس لئے ہم پر کلمہ طیبہ کے عملاً منسوخ قرار دینے کا الزام لگانا ایک فریب اور دھوکا ہے۔ فقط

بہتان عظیم ہے۔ ہمارے نزدیک جو شخص کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو عملاً یا قولاً منسوخ سمجھتا ہے۔ وہ لعنتی اور مردود ہے۔ ہمارے نزدیک صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانا مسلمان بننے کے لئے کافی ہے۔ بشرطیکہ اقرار صالح ہو اور مکمل ہو۔ اور اقرار کے صالح اور مکمل ہونے کے لئے یہ امر بھی ضروری ہے۔ کہ مسیح موعود پر ایمان لایا جائے جن کے انکار کو خدا اور رسول اللہ کا انکار مستلزم ہے جن کے انکار سے خود لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا انکار لازم آتا ہے۔

آج ہم اپنے اس ایمان پر خدا کو گواہ ٹھیراتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جو شخص ہم پر اب بھی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی عملاً تنسیخ کا الزام لگائے گا۔ وہ جھوٹا ہوگا۔ اور مفسد ہوگا۔ ہم نے پورے طور پر اس الزام سے اپنی بریت ثابت کردی ہے۔ لہٰذا اب بھی اگر ہم پر کوئی ایسا بہتان باندھیگا۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔

خاکسار۔ قاضی محمد نذیر مولوی فاضل از لائل پور

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی "آخری بات" کا منظر

اور

اُن سے مطالبہ حلف

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مدت مدید سے مؤکد بعذاب قسم کے تلخ پیالے کو ٹالتے آئے ہیں۔ انہوں نے ہرچند کوشش کی ہے۔ کہ کسی طرح اس سے چھٹکارا ہو۔ کیونکہ جان ہر ایک کو پیاری ہوتی ہے۔ مگر جماعت ہائے احمدیہ کے آئے دن کے مطالبۂ قسم کو ٹالنا بھی آسان بات نہ تھی۔ چنانچہ حال ہی میں پشاور۔ گوجرانوالہ اور سرہند کی احمدیہ جماعتوں کے مطالبہ مؤکد بعذاب قسم پر امرتسری فاضل نہایت جھنجھلایا۔ اور روزمرہ کی کشمکش سے خلاصی کے لئے ایک حیلہ تراشا۔ جو حقیقتاً تار عنکبوت سے بھی کمزور تر ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب "آخری بات" کے عنوان سے تحریر کرتے ہیں:۔

"مرزائی لوگ محض کج ادائی سے بار بار حلف اور قسم کا ذکر کرکے مخلوق خدا پر حقیقت مکدر کرتے رہتے ہیں۔ بدیں وجہ اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے آخری بات لکھ دیتا ہوں۔ کہ مجھ سے میرے عقیدہ اور مرزا صاحب کے کذب پر حلف اُٹھانے کے لئے خلیفہ صاحب قادیان سامنے آئیں۔ اور یہ اقرار لکھ دیں۔ کہ مدت معینہ میں اگر میں (ثناء اللہ) ہلاک نہ ہوں۔ تو مقررہ مدت گذرتے ہی وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو جھوٹا اور مجھے سچا جان کر میرے ساتھ ہو جائینگے"!

(اہلحدیث ۲ر اپریل ۱۹۲۹ء صفحہ ۲)

ناظرین! جماعت احمدیہ گوجرانوالہ وغیرہ کے مطالبہ حلف پر مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ خلیفہ صاحب قادیان سامنے آئیں۔ اور ایسا اقرار لکھ دیں۔ کوئی لاجواب مطالبہ یا مضبوط حیلہ نہیں۔ کہ جس سے مولوی صاحب آئندہ مطالبہ قسم سے آزاد ہو سکیں۔ کیونکہ ۲ر اپریل ۱۹۲۷ء کو قادیان میں غیر احمدیوں کے جلسہ پر جب ان سے مؤکد بعذاب حلف کا پُر زور مطالبہ کیا گیا تھا۔ تو انہوں نے امام جماعت احمدیہ سے زبانی طور پر یہی مطالبہ کیا تھا اور اب پورے دو سال کے بعد تنگ آکر پھر اسی کہنہ ہتھیار کو استعمال کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ ان کو خوب معلوم تھا۔ کہ اسی دن بذریعہ اشتہار ان کے اس مطالبہ کو پورا کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ مذکورہ اشتہار حسب ذیل تھا۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب قسم کیلئے تیار ہو جائیں"

مولوی ثناء اللہ صاحب نے آج بتاریخ ۲ر اپریل ۲۷ء اپنے لیکچر کے دوران میں بیان کیا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے جھوٹا ہونے کے متعلق قسم کھانے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ امام جماعت احمدیہ لکھ دیں۔ کہ اگر وہ سال بھر میں نہ مریں۔ تو تمام جماعت احمدیت سے توبہ کریگی ہم ان کے اس مطالبہ کو منظور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ وہ بھی اس کے مقابلہ میں تمام مسلمانوں کی طرف سے اعلان کروا دیں۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب قسم کھانے کے بعد ایک سال کے عرصہ میں مر گئے۔ تو سب لوگ احمدی ہو جائیں گے۔ اگر سب مسلمانوں کی طرف سے نہیں۔ کیونکہ وہ ان کو عقیدتاً کافر سمجھتے ہیں۔ گو ہماری مخالفت کے لئے ان کو بلوا لیتے ہیں۔ تو کم سے کم جماعت اہل حدیث کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب اعلان کروا دیں۔ کہ وہ سب کی سب احمدی جماعت میں داخل ہو جائیگی۔ اگر قسم کھانے کے بعد ایک سال کے عرصہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب خدائی عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ اور موت کے گھاٹ اُتر گئے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس امر کے لئے تیار ہیں۔ تو اہل حدیث کو اس پر آمادہ کریں۔ ہم ان کے مطالبہ کے مطابق تحریر شائع کرنے کے لئے تیار ہیں۔

المشتہر

ناظر دعوت و تبلیغ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ قادیان"

اب اس منصفانہ طریق فیصلہ کی موجودگی میں مولوی صاحب کی "آخری بات" کیا حقیقت رکھتی ہے مولوی صاحب کو تو عملی میدان میں آنا چاہیئے تھا۔ حالانکہ اب دو سال بھی گذر چکے ہیں۔ مولوی صاحب جس طرح اپنی زندگی کے بعد قسم کے نشان کی وجہ سے تمام جماعت احمدیہ کو احمدیت سے بیزار کرکے اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح کیا ہمارا حق نہیں۔ کہ ہم ان کی موت سے جو بطور نشان ہوگی۔ تمام اہل حدیثوں پر جن کی سرداری کا ان کو زعم ہے۔ حجت پکڑ کر ان کو احمدیت کی حلقہ بگوشی میں لے آئیں۔ امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہر وقت مولوی صاحب کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جیسا کہ حضور کے سکرٹری تبلیغ کا مندرجہ بالا اعلان بتا رہا ہے۔ کیا مولوی صاحب بھی خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مساوی اور منصفانہ مطالبہ کو پورا کرکے بذریعہ مؤکد بعذاب حلف فیصلہ کرکے مخلوق خدا کو راہ ہدایت پر لانے کی کوشش کرینگے۔ یا محض مغالطہ دہی سے ہی ان پر حقیقت کو مکدر کرتے رہینگے۔ چونکہ باطل کے پاؤں نہیں ہوتے اس لئے ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب قطعاً ایسے مقابلہ کی جرأت نہ کریں گے۔ اور اگر بالفرض کرینگے تو ضرور مدت معینہ میں ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے۔ کیا مولوی صاحب اس صحیح جواب کو عملی جامہ پہنائینگے؟ دیدہ باید۔

(نوٹ) علماء اہل حدیث کو چاہیئے۔ کہ وہ مولوی صاحب کو سفر میں ہی اطلاع کر دے۔ کہ آپ نے جس بات کو چھپانا چاہا تھا۔ وہ ظاہر ہو چکی ہے۔ تاکہ وہ حج کے موقعہ پر اہل حدیثوں سے عموماً اور سلطان ابن سعود سے خصوصاً مشورہ کر لیں۔ اور ان کے واپس آنے پر فوراً فیصلہ ہو سکے۔ والسلام

خاکسار۔ اللہ دتا جالندہری (مولوی فاضل) قادیان

خدمت دین کیلئے احمدی مستورات کو تحریک

ایام جلسہ میں جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اگر ہر جگہ احمدی مستورات دن میں کچھ وقت نکال کر راہ خدا میں صرف کیا کریں۔ اور سینے پرونے کاڑھنے وغیرہ کا کام اس وقت میں سرانجام دیں۔ اور اس کی اُجرت امداد مبلغین میں دے دیا کریں تو مالی تکالیف کا بہت حد تک سدباب ہو سکتا ہے۔ اس بات کو قریباً پانچ ماہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ مگر کسی بہن نے اس طرف توجہ منعطف نہیں فرمائی۔ حالانکہ یہ ایک ایسا سہل طریقہ تھا۔ کہ ہر ایک بہن اپنی استعداد کے مطابق غریب سے لے کر امیر تک اور نوجوان سے لیکر بوڑھی تک اسے بخوبی سرانجام دیکتی تھی۔ احمدی کہلانے والی بہنو۔ خدا کے نبی مرسل یزدانی کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرنے والی خاتونو! کیا تمہارے دلوں میں دین کا درد اور تڑپ نہیں۔ کہ زندہ قوم کی فرد ہو کر ایسی خاموشی اور پھر سکوت اختیار کی ہے۔

میری پیاری بہنو! ہمارے مبلغ بھائیوں کو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جو دور دراز ملکوں میں گئے ہوئے ہیں۔ جس قدر مالی مشکلات کا سامنا درپیش ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ جس قوم کی ضروریات بادل کی گھٹاؤں کی طرح ہر طرف چھائی ہوئی ہوں۔ اور جس قوم نے کلمۃ الحق اور خدا کے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچانا ہو۔ اس قوم کی خواتین کو بھی ہر قسم کے ایثار سے کام لینا ضروری ہے۔

پیاری بہنو! یہاں کے بہت سے عیسائی سکول اور مشن صرف مستورات کے چندہ پر چل رہے ہیں۔ بعض خاندانوں نے عہد کیا ہوا ہے۔ کہ ایک مہینہ چینی نہیں کھائیں گے۔ اور اس کے پیسے مشن میں بھیجیں گے۔ بعض خاندان ایک مہینہ کھانڈ نہیں استعمال کرتے۔ اور وہ روپیہ مشن کو دیدیتے ہیں۔ گوجرہ میں ایک مشن گرلز سکول کے افتتاح کے موقع پر اس کی پرنسپل صاحبہ نے بتایا تھا۔ کہ یہ عالیشان عمارت صرف عورتوں کے چندہ سے بنائی گئی ہے۔ ولایت میں مزدور پیشہ عورتیں جو موٹروں پر سوار ہو کر جاتی تھیں۔ انہوں نے ایک ہفتہ موٹروں پر چڑھنا چھوڑ دیا۔ اور پیادہ کام پر گئیں۔ اور کرایہ کے پیسے یہاں بھیجدیئے۔ اسی طرح جو کشتی کے راستہ جاتی تھیں۔ انہوں نے پیدل خشکی کا راستہ طے کر کے کشتی کے کرایہ کے دام اس جگہ روانہ کر دیئے۔ اسی طرح کئی غریب عورتوں نے چائے میں دودھ ڈالنے کی بجائے صرف پانی پر اکتفا کیا۔ حیرت ہے پرستاران باطل کو اس قدر ایثار کرنا آتا ہو۔ مگر ہمیں خیال بھی نہ ہو۔

یہ ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک اس کا ہر فرد انتہائی قربانی کے لئے طیار نہ ہو۔ چہ جائیکہ اس کا اول قدم ہی سست ہو۔ خداوند تعالے قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ وہ شخص مومن اور متقی کہلا سکتا ہے جو مما رزقنھم ینفقون پر عمل کرے۔ اور اس سے صرف روپیہ پیسہ ہی خرچ کرنا مراد نہیں۔ بلکہ جو کچھ خدا نے دے رکھا ہے۔ اسے راہ خدا میں خرچ کیا جائے۔ تن من دھن علم و عقل کے ذریعہ ہر طرح خدمت دین کیجائے یعنی جو بہنیں سینا جانتی ہوں۔ وہ دن میں کچھ وقت خدا کے لئے یہ کام کریں۔ اور جو کاتنا جانتی ہوں۔ وہ کچھ وقت سوت کاتیں اسی طرح جو بننا جانتی ہوں۔ اور جو کاڑھنا جانتی ہوں۔ وہ کچھ کچھ وقت خدا کے لئے اس کام کو سرانجام دیں۔ جہاں جہاں احمدی جماعت کافی تعداد میں ہے۔ وہاں ایک دوکان کھولی جائے۔ جس میں شہر یا قصبہ سے تعلق رکھنے والی مستورات اپنا اپنا کام بھیجدیا کریں۔ ہر ماہ کے بعد ایک دن اس دکان کی سیل ہو۔ جو آمد ان چیزوں سے ہو۔ وہ امداد مبلغین کے لئے دیدی جائے۔ اور جو غریب عورتیں اپنا کام بھیجیں۔ ان کو پھر کپڑا سوت وغیرہ دے دیا جائے۔ تاکہ آئندہ ماہ وہ کچھ اور چیزیں اس دوکان میں بنا کر بھیجدیں۔ اور جو ان کے بنانے کی مزدوری ہو۔ اشاعت اسلام میں صرف کی جائے۔ میں نے کینرڈ سکول میں دیکھا ہے۔ کہ استانیاں اور لڑکیاں کچھ نہ کچھ سلائی اور بُننے وغیرہ کا کام کرتی رہتی ہیں۔ جس کی ہر مہینہ میں ایک دن سیل ہوا کرتی ہے۔ جس کا روپیہ غریب سکولوں کو دیا جاتا ہے۔ جب رخصتیں ہوتی ہیں تو لڑکیوں کو کچھ رومال کچھ چھوٹے چھوٹے کپڑے سینے کو استانیاں دے رہتی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ ایام تعطیلات میں دن میں ایک گھنٹہ ان کو سیا کرنا۔ جب لڑکیاں سکول میں واپس آتی ہیں۔ تو وہ رومال کپڑے وغیرہ ان سے لے کر بیچ دیئے جاتے ہیں۔ جن کی امیر عیسائی عورتیں بہت قیمت ادا کرتی ہیں۔

ہمارے لئے بڑے افسوس کا مقام ہے۔ کہ دن رات کے چوبیس گھنٹے صرف دنیاوی کاروبار میں صرف کر دیئے جائیں۔ اور ایک گھنٹہ بھی راہ خدا میں نہ خرچ کیا جائے۔ جب ہم اتنا بھی ایثار نہیں کر سکتیں۔ تو ہم کس طرح احمدی کہلا سکتی ہیں۔ پھر اس کے بعد اولاد خدا کی عطا ہے۔ چاہیئے کہ ہم لڑکوں اور لڑکیوں کو بھی راہ خدا میں وقف کریں۔ جیسا لڑکوں کو خدمت دین کے لئے طیار کیا جاتا ہے۔ ویسا ہی لڑکیوں کو بھی طیار کیا جائے عیسائی لوگ اپنی لڑکیوں کو بی۔اے۔ ایم۔اے تک تعلیم دلا کر دین کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی دل و جان سے لڑکیوں کی تعلیم کی کوشش کریں۔ اور انہیں اعلےٰ تعلیم یافتہ بنا کر خدمت دین کے لئے وقف کر دیں اگلے زمانوں میں مسلمان خواتین نے بہت سی دینی اور قومی خدمات اپنے ہاتھوں سرانجام دیں۔ حتیٰ کہ جنگوں میں شامل ہوئیں۔ اور نہ صرف اپنی جانوں کو قربان کیا۔ بلکہ اپنے بیٹے بھائی خاوند سب کو رسول اکرم صلعم پر نثار کرنے کو بخوشی قبول کیا۔ کیا ہم میں وہ جذبہ نہیں۔ کہ ہم اپنے پیارے دین کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتیں۔ پیاری بہنوں دین کے کاموں کو اپنا فرض عین سمجھ کر ادا کرو۔ تا حقیقی احمدی کہلانے کی مستحق ٹھیرو۔ اس بات کو خوب ذہن نشین کر لو۔ کہ یہ سلسلہ دنیا کے کناروں تک پھیلے گا۔ اور ضرور پھیلے گا۔ اگر ہم نے اس فرض کی ادائیگی میں اپنا پورا حصہ نہ لیا۔ تو ہم خدا کے حضور جوابدہ ہونگی۔ اس لئے ہم کو چاہیئے۔ کہ ہر ایک قسم کی قربانی کے لئے طیار ہو جائیں۔ اور ہر میدان میں کسی صورت میں مردوں سے پیچھے نہ رہیں۔ خداوند تعالےٰ نے عورت کو بہت بڑی قوت اور طاقت عطا کی ہے۔ اس کے الفاظ میں ایک بجلی کی سی طاقت اور اثر ہے۔ وہ دنیا کی ماں ہے اور اس کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے۔ اگر وہ اصلاح کے کام میں مرد کی مددگار ہو جائے۔ تو انقلاب عظیم پیدا کر سکتی ہے۔ اگر ہم اپنے فرائض کو عمدگی سے ادا کریں گی۔ اور دنیا میں اسلام کی خدمت کرینگی۔ تو دین و دنیا دونوں میں سرخرو ہونگی۔

(راقم اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب ضلعدار نہر۔ ضلع لائلپور)

خدا کا منکر

سوال۔ ایک شخص کہتا ہے۔ کہ خدا کوئی نہیں۔ اور وہ نہ روزہ رکھتا ہے۔ نہ نماز ادا کرتا ہے۔ کیا آپ اس کو احمدی تصور کرتے ہیں۔

جواب۔ بے نماز انسان بھی احمدی تصور نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ وہ خدا کا انکار کر کے بھی احمدی سمجھا جائے۔ ایسا شخص تو دہریہ کہلائیگا۔ احمدیت یا اسلام سے اس کو کیا واسطہ۔

(خاکسار۔ حافظ روشن علی مفتی جماعت احمدیہ)

تحفہ صرف ایک ہزار ڈاکٹروں کیلئے

۸۲۰۱۰ صرف کیٹریکٹ کے۔ گلد کوما۔ بیوکوما۔ ٹرکائی سس اور دیگر امراض چشم کے کثیر التعداد اوپریشن موگا ہسپتال میں ہو چکے ہیں جس کا مقابلہ بہ تعداد اوپریشن یورپ۔ امریکہ اور جاپان بھی نہیں کر سکتا۔ ہر سال یورپ۔ بمبی۔ مدراس۔ بنگال۔ پنجاب کے سینکڑوں ڈاکٹر کام دیکھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ ہر ایک ڈاکٹر کو شوق ہے۔ کہ وہ سرجری کے متعلق نئی تحقیقات جدید معلومات اور تبدیلیوں کا علم حاصل کرے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے بہت سے ڈاکٹر کئی بار تشریف لائے۔ لیکن ہسپتال کے تمام علمی اور عملی باتوں کے جاننے کے لئے لمبا عرصہ چاہیئے۔ لیکن ہر ایک ڈاکٹر اتنے لمبے عرصہ کے لئے گھر بار یا ملازمت چھوڑ کر نہیں آ سکتا شائقین فن کے شوق کو دیکھ کر اور اس نیت سے کہ ہم پیشہ اصحاب کو تمام مفید باتوں سے آشنا کر دیا جائے۔ ایک کتاب ڈاکٹر متھرا داس اینڈ آئی اوپریشنز" نامی لکھ کر شائع کی گئی ہے کتاب میں تمام ضروری مفید معلومات اور ہسپتال کے خاص نسخہ جات بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ طریق اوپریشن مثلاً کیٹریکٹ گلاکوما تصاویر میں دکھایا گیا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ ہسپتال کی تمام باتیں درج کرنے کے علاوہ فکس۔ سوانزی۔ پارسن۔ فشر۔ مے نارڈ۔ مے اینڈ ورتھ وغیرہ وغیرہ مستند و معتبر کتب کا نچوڑ بھی دیا گیا ہے۔ گویا اس کتاب کی موجودگی میں اس مضمون کے متعلق کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر ایسی جامع اور مفید کتاب کی قیمت دس روپے طلب کی جاتی۔ تو بھی ڈاکٹر خرید لیتے لیکن اس خیال سے کہ موگا ہسپتال کے کام کے متعلق یہ پہلی کتاب ہے۔ بطور شگون سعید یہ کتاب صرف ایک ہزار ڈاکٹر صاحبان کو صرف دو روپے فی کاپی کے حساب سے تحفۃً رعایتاً بھیجی جائیگی۔ شائقین فن بہت جلد طلب فرمائیں۔ کیونکہ بعد ازاں خاص قیمت لی جائیگی نامی گرامی ڈاکٹروں کے ریویو اس لئے شائع نہیں کئے جاتے۔ کہ اشتہار کا خرچہ بڑھے گا۔ ہر ایک صاحب کتاب کو خود ہی دیکھ لینگے۔

کتاب ملنے کا پتہ

ڈاکٹر ایم۔ کے۔ آر موگا۔ پنجاب

اعلان برائے ٹھیکہ احمدیہ فلور ملز قادیان

چونکہ بورڈ آف ڈائرکٹرز احمدیہ سٹور قادیان نے فیصلہ کر دیا ہے کہ آئندہ کیلئے فلور ملز احمدیہ سٹورز کو ٹھیکہ پر دیدیا جائے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک احمدی مبایع دہ شخص مذکورکا ٹھیکہ لینا چاہے۔ اور پانچہزار روپے کی نقد یا بذریعہ جائیداد غیر منقولہ کے ضمانت دیسکے کی درخواست بحضور ناظر صاحب امور عامہ کی خدمت میں آنی چاہیئے۔

شرائط ٹھیکہ کی نقل ... منیجر احمدیہ سٹور قادیان

ایک ہزار روپیہ نقد لیجئے

یہ امر تو اب اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ درجسٹرڈ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ناخونہ۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ۔

ریلوے انسپکٹر کی شہادت: جناب بابو فقیر اللہ صاحب۔ پی ڈبلیو انسپکٹر گوجرہ جنکشن لکھتے ہیں۔ کہ میں نے کئی اشتہاری سرمے استعمال کئے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپکے سرمہ کی جتنی تعریف کیجائے کم ہے۔ اس کے چند روز کے استعمال سے اب میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ اللہ آپ کو اس کا اجر عظیم دے۔ فائدہ عام کیلئے آپ یہ شہادت ضرور شائع کردیں۔ اور ایک تولہ سرمہ اور جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ اس شہادت کو جعلی ثابت کرنے والیکو ایک ہزار روپیہ نقد ملیگا۔ المشتہر

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت ہے

امیدوار ونکی جو کہ سٹیشن ماسٹر و ٹیلیگراف کا کام ریلوے و گورنمنٹ کی ملازمت کیلئے سیکھنا چاہیں۔ بہترین کامیاب تعلیم۔ بورڈنگ کا معقول انتظام۔ کرایہ ریل معاف۔ قواعد دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

سول ٹیلیگراف کالج رجسٹرڈ دہلی

دس مرلہ سفید زمین

عمدہ موقعہ پر مسجد مبارک کے بہت قریب دجو تقریباً دو منٹ کا راستہ ہے۔ قابل فروخت ہے۔ قیمت چھ سو روپیہ مقرر ہے

خاکسار مرزا شریف احمد قادیان

اگر آپ بیکار ہیں یا تنخواہ کم ہے گذارہ نہیں ہوتا یا دوکانوں میں ترقی دینا چاہتے ہیں تو سی پی اسٹور عبید اللہ گنج جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کو لکھئے

آنکھ کی بے نظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کے لئے مفید ہے امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

محمد احمد کمپنی قادیان

چاہی اراضیات رہن ملتی ہیں

قادیان کے زرعی رقبہ میں تین زرعی چاہ قابل رہن ہیں۔ ایک چاہ کے ساتھ بیس گھماؤں رقبہ ہے دوسرے کے ساتھ اٹھارہ گھماؤں اور تیسرے کیساتھ ستائیس گھماؤں ہے موجودہ ٹھیکہ چاہ نمبر ۱ کا چار صد سالانہ اور چاہ نمبر ۲ کا تین صد روپیہ سالانہ اور چاہ نمبر ۳ کا سوا پانچ صد روپیہ سالانہ ہے چاہ نمبر ۱ کی اراضی بہت اعلیٰ ہے۔ اور اس میں معقول ترقی کی گنجائش ہے۔ چاہ نمبر ۲ کی اراضی بھی بہت اچھی ہے اور چاہ نمبر ۳ کی اراضی درمیانی ہے۔ زر رہن چاہ نمبر ۱ کا پانچہزار روپیہ اور چاہ نمبر ۲ کا تین ہزار روپیہ اور چاہ نمبر ۳ کا پانچہزار روپیہ ہوگا معاملہ سرکاری بذمہ مرتہن ہوگا۔ دو یا تین سال تک کی میعاد بھی رکھی جا سکتی ہے۔ جو اصحاب قادیان میں اپنا روپیہ معقول اور حتی الوسع محفوظ منافع پر لگانا چاہتے ہوں۔ خاکسار کیساتھ خط و کتابت فرمائیں

مرزا بشیر احمد قادیان

(دا) اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

—— عید الضحیٰ کے موقعہ پر اس وقت تک جھوسی متصل الہ آباد میں ہندو مسلمانوں کے درمیان فساد ہونے کی خبر شائع ہوئی ہے۔ جہاں ایک مسلمان قتل ہوا۔ اور طرفین کے بہت سے آدمی مجروح ہوئے۔ باقی بڑے شہروں میں پولیس اور فوج کے زیر انتظام مشین گنوں اور رسالوں اور پہروں کے ذریعہ امن وامان قائم رکھا گیا۔

—— حکومت ہند نے راولپنڈی کے فسادات کے متعلق جو اعلان روانہ کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

۱۳ رجون کو راولپنڈی شہر میں گوردوارہ ارجن دیو کی برسی (شہیدی گورپورب دن) منائی گئی۔ اور سکھوں نے شہر کی سڑکوں میں سے ایک جلوس نکالا۔ جلوس شام کے چھ بجے باجوں اور گورو گرنتھ صاحب کے ساتھ سڑکوں میں داخل ہوا۔ شہر کے مسلمانوں اور سکھوں کے نمائندوں کا ایک جلسہ ۱۱ رجون کو منعقد کیا گیا تھا۔ تاکہ جلوس کے موقعہ پر جو دشواریاں پیش آسکتی ہیں۔ ان کا سدباب کیا جائے۔ لہذا یہ توقع نہ ہوسکتی تھی۔ کہ کوئی کشیدگی پیدا ہو جائیگی۔ جب ۱۳ جون کو جلوس نکلا۔ تو تھوڑی دور تک کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ لیکن جب جلوس جامع مسجد کے قریب پہنچا۔ تو مسلمانوں نے مطالبہ کیا۔ کہ باجہ بند کر دیا جائے۔ لیکن سکھوں نے اس اعتراض کا کوئی احترام نہ کیا۔ چنانچہ فریقین میں کسی قدر جوش پیدا ہو گیا۔ خوف تھا۔ کہ کہیں حالت نازک نہ ہو جائے۔ بہرکیف سٹی پولیس کی مساعی اور بعض سکھوں اور مسلمانوں کی جدوجہد کے باعث جلوس مسجد مذکور کے پاس سے گذر گیا۔

اس واقعہ نے مسلمانوں میں بہت کچھ جوش پھیلا دیا۔ اور مسلمانوں کا ایک جلسہ جامع مسجد میں فی الفور منعقد کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مسلم رہنماؤں نے انہیں صبر و تحمل سے کام لینے اور معاملات کو مسجد مذکور کی مجلس منتظمہ کے حوالہ کرنے کی نصیحت کی۔

۱۴ رجون کو راولپنڈی کی پولیس کے حکام پر یہ امر ظاہر ہو گیا۔ کہ اس واقعہ کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات بے حد مشتعل ہو گئے ہیں۔ اضطراب انگیز افواہیں گرم تھیں۔ اور مذہبی جذبات بھڑکتے ہوئے تھے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مسٹر پاپس شہر کا انچارج تھا۔ اس نے پولیس لائن سے زاید مسلح پولیس کو شہر کی کوتوالی طلب کیا۔ اہم مقامات پر متعینہ کانسٹیبلوں کی تعداد میں اضافہ کیا۔ اور سوار پولیس کو حکم دیا کہ وہ شہر کے مضافات میں گشت لگائے۔

اس نے سرکردہ سکھوں اور مسلمانوں کی ایک کانفرنس بھی طلب کی۔ انہیں متنبہ کیا۔ کہ فساد کی صورت میں کیا نتائج برآمد ہوں گے۔ اور ان میں سے بعض سے یہ وعدہ لیا۔ کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کریں گے۔ جس سے فساد ہونے کا اندیشہ ہو۔ اس نے اپنی اس کارروائی سے سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر بینٹ کو مطلع کیا جو کیمپ میں تھا۔

یہ اطلاع مسٹر بینٹ کو جو مری کے قرب وجوار میں قیام پذیر تھے۔ ۱۴ رجون کو ½ ۲ بجے بعد دوپہر پہنچی۔ اس نے یہ خبر فی الفور ڈپٹی کمشنر مسٹر فرگوسن اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر گریکین کو پہنچائی۔ جو مری میں موجود تھے۔ اور ان کے ساتھ صورت حالات کے متعلق مشاورت کی۔ دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت ایک حکم کا مسودہ طیار کیا گیا۔ اور قرار پایا۔ کہ اگر صورت حالات بدتر ہو جائے۔ تو حکم مذکور نافذ کر دیا جائے۔ مسٹر بینٹ تقریباً ۶ بجے راولپنڈی روانہ ہو گئے۔ اور ڈپٹی کمشنر اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل نے فیصلہ کیا۔ کہ دوسرے روز صبح کو وہ بھی راولپنڈی روانہ ہو جائیں۔

۱۴ رجون کو رات کے ½ ۱۰ بجے راولپنڈی شہر میں بلوہ اور آتش زدگی شروع ہو گئی۔ اس وقت مسٹر بینٹ راولپنڈی پہنچ چکے تھے۔ وہ فی الفور شہر کی طرف روانہ ہوئے ڈپٹی کمشنر اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل کو ان حالات کی خبر رات کے ¾ ۱۱ بجے پہنچی۔ اور وہ ۱۵ جون کو ایک بجے صبح روانہ ہو کر ۴ بجے صبح راولپنڈی پہنچے۔ اس اثنا میں فساد کا سدباب کرنے اور آگ بجھانے کے لئے زبردست کوشش کی گئی۔ اور اس کام میں تین امریکن عیسائی مبلغوں نے گرانقدر مدد دی۔ یہاں تک کہ ہجوم میں سے مقتولین و مجروحین کو نکالنے کی کوشش میں انہوں نے پیہم اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ بہت جلد معلوم ہو گیا۔ کہ پولیس کی موجودہ جمعیت اس فساد کے سدباب کے لئے کافی نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ فوج کی اعانت طلب کی گئی۔ اور ڈپٹی کمشنر کی آمد (چار بجے صبح) سے پہلے شہر میں نمبر ۱۲ کنگس رایل رائفلس کے سپاہیوں کے پہرے لگا دیئے گئے۔ پولیس ابتدا میں متفرق لڑائیوں کو رفع دفع کرنے اور آتش زدگی کو غلہ منڈی اور راجہ بازار تک محدود رکھنے اور آگوں کے بجھانے میں مصروف رہی۔ لیکن آگ بجھانے کے کام میں قلت آب کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہوئی۔ ½ ۳ بجے صبح سے صورت حالات بخوبی قابو میں آگئی۔ اور پولیس اور فوج کو اس بات کی ضرورت پیش نہ آئی کہ گولی چلائے۔

—— بھوپال ۱۹ رجون ہز ہائی نس نواب سکندر صولت حاجی محمد حمید اللہ خانصاحب بہادر کی بڑی صاحبزادی کا عقد نواب صاحب بہادر ریاست کوروئی کے ساتھ ۱۸ رجون کو ہو گیا۔

—— لاہور۔ ۱۹ رجون۔ مولوی عبد الحق صاحب مالک وزانہ اخبار "مسلم اوٹ لک" لاہور۔ ۱ رجون کو فوت ہو گئے۔ ان کے بعد اخبار کی اشاعت جاری رہے گی۔

—— امرت سر ۱۷ جون۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی مخالفت میں جو جدید اکالی جماعت سردار بہادر مہتاب سنگھ کی قیادت میں قائم ہوئی ہے۔ وہ متذکرہ صدر کمیٹی کے خلاف اپنی معاندانہ سرگرمیوں میں برابر مشغول ہے۔ گذشتہ رات اس جماعت کے ارکان نے "اکال تخت" پر جبراً قبضہ کر لیا اپنی اس کوشش میں انہوں نے اکال تخت کے جتھہ داروں اور بعض سیوکوں پر سخت حملے کر کے ان کو سخت زخمی کر دیا۔ زخیوں کو ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔ فوج اور پولیس کے سپاہی موقع پر پہنچ گئے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جائے وقوع پر تشریف لے آئے اور انہوں نے دفعہ ۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت افراد مذکور کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

—— کلکتہ ۲۱ رجون۔ علی پور جیل کے مقدمہ قتل میں جو ملزم ماخوذ تھے۔ ان میں سے تین ملزموں کو پھانسی کی سزا اور سات کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔

—— دہلی میں اشتہارات شائع کرنے کی بندش ہونیکے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک ہفتہ واری اخبار "منادی" شائع کرنا شروع کیا تھا۔ پولیس نے زیر دفعہ ۱۴۴ اس کی اشاعت بند کر دی۔

ممالک غیر کی خبریں

—— مصطفےٰ کمال پاشا کے خلاف سمرنا میں ایک سازش کا پتہ لگا ہے۔ کئی اشخاص گرفتار ہوئے ہیں۔ سازش کرنیوالے مصطفےٰ کمال پاشا کے سمرنا پہونچنے کے منتظر تھے۔ تاکہ اپنی تجاویز پر عملدرآمد کر سکیں۔ لیکن سازش کا حال صدر جمہوریہ کے پہونچنے سے ذرا پہلے معلوم ہو گیا۔ اور پولیس نے اسلحہ اور بم گرفتار کئے۔ جو گرفتاریاں کی گئی ہیں۔ ان میں کئی معززین شامل ہیں۔

—— سان ریمو ۱۱ رجون سلطان محمد رشاد مرحوم کے قرضخواہوں کی کوشش یہ ہے۔ کہ کسی طرح سلطان مرحوم کا وہ نقرئی تابوت چھین لیا جائے۔ جس میں انکی لاش رکھی ہے۔ جس محل میں سلطان مذکور رہتے تھے۔ اس کی پولیس نے اس امید میں تلاشی لی۔ کہ شاید وہ بیش بہا جواہرات مل جائیں۔ جو

(منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)

۷۸۶
جس دوست کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ بعد ملاحظہ براہ کرم دوسرے دوست تک پہنچا دے
جس دوست کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ بعد ملاحظہ براہ کرم دوسرے دوست تک پہنچا دے
جس دوست کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ بعد ملاحظہ براہ کرم دوسرے دوست تک پہنچا دے
ضمیمہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ جون ۱۹۱۶ء
نور اینڈ سنز کی تیرہ بہدف و شہرہ آفاق
دوائیں
اکسیر البدن رجسٹرڈ
اگر آپ کی طبیعت پژمردہ چہرہ زرد سر یا کمر میں درد حافظہ کمزور۔ کسی کام پر دل نہ لگتا۔ چلتے وقت دم چڑھ جاتا پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں پھولتے۔ قوت رجولیت جواب دے چکی ہو۔ تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں۔ یہ دوا کیا ہے گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے یہ دوا شاہی حکیم حضرت مولانا نورالدین صاحب کا مجرب و نایاب اور نادر نسخہ ہے۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس دوا پر ختم ہے
موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ
حکماء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزارہا بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو مقدم و ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کردیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا۔ انھیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا۔ اور موتیوں کی طرح چمکاتا۔ بدبو دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ آنا۔ دانتوں پر میل جمنی۔ یا ان کا زرد رنگ ہونا اور منہ سے پانی کا آنا۔ غرضیکہ جملہ امراض دندان کے لئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ

مردوں کو گرم و قوی بنانے۔ ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے۔ بھوک کو کھولنے۔ حافظہ کو تیز کرنے رنگ کو نکھارنے۔ دل و دماغ کو تقویت دینے۔ پٹھوں کو مضبوط کرنے۔ اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے۔ طبیعت میں خوشی ونشاط پیدا کرنے۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے۔ گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت چہرہ کو شگفتہ دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے۔ گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزوؤں کو واپس لانے کیلئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے یہ دوا گویا کہ حیات انسانی کے لئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے" دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اسی کا کام ہے۔ مختصر یہ کہ۔ **ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ہے**" التماس ہے کہ جو لوگ جائز طور پر اس دوا کی حاجتمند ہیں۔ صرف وہی اس کو طلب کریں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف ۵ر (پانچ روپے)

ایک حکیم کی شہادت جناب حکیم پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی لکھتے ہیں کہ: یہ دوا مجھے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ اعصابی کمزوری۔ درد کمر جاتا رہا۔ نزلہ کی شکایت اور سستی کافور ہو گئی۔ بھوک کھلگئی میں بھی خیال سے لکھ سکتا ہوں۔ کہ بے شک یہ دوا ہر مرد و عورت پیر و جواں کے لئے مفید ہے"۔

منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت: جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے سابق مشنری امریکہ حال منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا بہت مفید پایا علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنیکے یہ مسوڑوں کے لئے بھی نہایت مفید ہے میرا ایک دانت میں درد تھا اسمیں بہت حد تک تخفیف ہو گئی"۔

اکسیر معدہ

یہ کون نہیں جانتا کہ کمزور معدہ انسانی زندگی کو نکما بنا دیتا ہے۔ گرمی کے دنوں میں تو قریباً ہر ایک معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ درد شکم اپھارہ باؤ گولہ پیٹ کا گڑگڑانا۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ ترش ڈکاریں قے۔ جی کا متلانا ہیضہ۔ پیچش جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ وغیرہ ہوتا ہے۔ اکسیر معدہ نہ صرف ان عوارض کو ہی دور کرتی ہے۔ بلکہ ہاضمہ کو تیز بھوک کو بڑھاتی معدہ کو طاقت دیتی اور رنگ کو نکھارتی ہے۔ یہ دوا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہر وقت موجود رہنی چاہیئے۔ کیونکہ صحت کا مدار قوی معدہ پر ہے۔ اگر آپ کو کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔ وقت پر بھوک لگتی ہے۔ تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو پھر مرغن اور لذیذ غذائیں بھی محض وبال ہیں اس لئے اگر آپ اپنی معدہ کو قوی بنا کر لطف زندگی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتی ہیں تو آج سے اکسیر معدہ کا استعمال شروع کریں۔ قیمت ایک شیشی عمر دو روپے

المشتہر

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ضمیمہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۶ جون [illegible]

617

ضمیمہ اخبار الفضل قادیان مورخہ

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں بغیر آنکھوں کے دنیا اندھیر ہے۔ آنکھیں ہیں تو سب کچھ۔ مگر لوگ آنکھوں جیسی نعمت کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔ شروع میں لاپرواہ رہتے ہیں۔ جب آہستہ آہستہ کم نظری، ککرے، جالا، پھولا دھند، موتیا وغیرہ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت فکر پڑتی ہے۔ اور حکیموں وغیرہ کی طرف دوڑتے ہیں۔ حالانکہ عقلمند وہی ہے۔ جو قبل از وقت ہی خطرہ کے دور کرنے کا اپاؤ کرتا ہے۔ جو لوگ آنکھوں کی حفاظت سے غفلت کرتے ہیں۔ اور آنکھوں جیسی بے بہا نعمت کے لئے سال بھر میں تین چار روپیہ بھی صرف کرنے سے کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ گویا وہ اپنے ہاتھوں اپنی پیاری اور عزیز چیز کو ضایع کر کے خود اپنے لئے دنیا اندھیر بنا رہے ہیں۔ آنکھوں کے لئے عمدہ سرمہ کے انتخاب کے واسطے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ جس طرح خراب دوا بیماری کے گھٹانے کی بجائے بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح خراب سرمہ بجائے مفید ہونے کے مضر بیٹھتا ہے۔

ہم نے اپنے موتی سرمہ کا نسخہ بہت غور و فکر و احتیاط کے بعد انتخاب کیا ہے۔ جو عمدہ کھرل میں خاص اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں خدا کے فضل سے اس قدر قبولیت حاصل کر چکا ہے۔ کہ اب یہ صرف باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ بلکہ ڈاکٹر لوگ بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ بلاشبہ اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکما فریفتہ ہیں۔ ضعف بصر، ککرے، جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے قیمت فی تولہ صرف ۲/۸ (دو روپے آٹھ آنہ) محصولڈاک علاوہ۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ اس سرمہ نے اپنی خوبیوں کے لحاظ سے قلیل عرصہ میں کس قدر شہرت و قبولیت حاصل کی ہے۔ اس کے لئے آپ ہزاروں میں سے چند شہادتوں کے ملاحظہ سے بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک شہادت بھی غلط ثابت کر دے تو اسے ایکہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔

... [illegible] جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب ایس ... [illegible] (برہما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں نے

کر دیا۔ اور اس سے بہت فائدہ ہوا۔ ایسا مفید سرمہ اس سے قبل تجربہ میں نہیں آیا۔ براہ کرم تولہ بھر اور بھیجدیجئے"

ایک جنرل مرچنٹ کی شہادت

جناب شیخ نور الدین صاحب جنرل مرچنٹ میرٹھ لکھتے ہیں کہ:۔ "بے شک جناب کا موتی سرمہ نہایت عجیب و مفید چیز ہے۔ میں اجازت دیتا ہوں کہ آپ میرے نام سے اس کے عمدہ اور کارآمد ہونے کی تصدیق شایع کر دیں۔ تاکہ یہ نایاب سرمہ یوپی کے اطراف میں مشہور ہو کر دیگر افراد کو بھی مستفیض کر سکے"۔

عینک چھوٹ گئی اور اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں

جناب شفیع الدین صاحب احمدی ۵ ہمشین نشار ... کراچی سے لکھتے ہیں کہ:۔ "آپکا موتی سرمہ بندہ نے استعمال کیا جس سے بہت فائدہ ہوا۔ بندہ تین سال سے عینک لگاتا تھا۔ مگر آپ کے سرمہ کی بدولت عینک لگانے کی عادت جاتی رہی۔ میں نے یہ سرمہ ایک آریہ صاحب کو بھی دیا۔ اسکی آنکھیں بہت خراب تھیں۔ اس کے استعمال سے اسکو بہت فائدہ ہوا۔ وہ کچھ نہیں پڑھ سکتا تھا سرمہ لگانے سے اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اب وہ خوشی سے سارا دن پڑھا کرتا ہے۔ اور سرمہ کی بے حد تعریف کرتا ہے۔ براہ کرم دو تولہ سرمہ اور مجھے وی پی کے ذریعہ بھیجدیں"۔

اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں

جناب فقیر محمد صاحب چک ۱۱ ضلع منٹگمری سے لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے اپنے بچہ کے استعمال کے واسطے جسکی آنکھیں گل چکی تھیں۔ اور نظر بھی کچھ نہیں آتا تھا آپ کا تیار کردہ موتیوں کا سرمہ استعمال کرایا۔ الحمد للہ اب اسکی آنکھیں اچھی ہیں۔ براہ کرم ایکتولہ اور موتی سرمہ بذریعہ وی پی روانہ کر دیں"۔

تین دن میں حیرت انگیز فائدہ

جناب مولوی عبد الغنی صاحب اور سیر باٹا والی ضلع بجنور سے لکھتے ہیں کہ:۔ "آپکا سرمہ میں نے ... [illegible] مریض پر استعمال کیا ... فضل خدا بہت فائدہ ... اسکو صرف تین روز ہی ... [illegible]

[illegible] مرزا کی شہادت

پچھلے دنوں آپ سے ایک دوست کے لئے دو تولہ موتی سرمہ رجسٹرڈ منگوایا تھا۔ ان کو دھند اور ناخنہ کی شکایت تھی۔ اب ان کی حالت میں پہلے سے نمایاں فرق ہے۔ براہ کرم آپ ایک تولہ اور موتی سرمہ میرے ایک دوسرے دوست کے نام بذریعہ وی پی جلد بھیج دیں“

جناب ڈپٹی کمشنر کی شہادت

جناب خانبہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ سے لکھتے ہیں کہ: یہ سرمہ نور بصارت کو ترقی دیتا اور دھند کو زائل کرتا۔ آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا اور نظر کو تیز کرتا ہے“

افسر شفاخانہ جات کی شہادت

جناب مولانا المکرم مولوی میر محمد اسحاق صاحب سابق افسر شفاخانہ جات انگریزی اور یونانی قادیان حال سینیئر پروفیسر احمدیہ کالج تحریر فرماتے ہیں کہ: مجھے ککروں کی شکایت مدت سے تھی۔ رات کو مطالعہ سے خارش، جلن، پانی بہنا، یہ عوارض زور پکڑ جاتے تھے۔ آپ کے موتیوں کے سرمہ نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے“

جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی شہادت

جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ بلاد یورپ و جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ حال ناظر امور عامہ قادیان لکھتے ہیں کہ: آپ کا موتی سرمہ میں نے ککروں کے واسطے استعمال کیا اور بہت مفید پایا“

انسپکٹر پولیس کی شہادت

جناب سید محی الدین احمد صاحب انسپکٹر پولیس حلقہ اوری (سی۔ پی) لکھتے ہیں کہ: آپکا تیار کردہ سرمہ واقعی بہت عمدہ ہے۔ آنکھوں کی میل نکالنے اور صاف رکھنے میں اس سے عمدہ دوسرا سرمہ نہ ہوگا۔ دکھتی اور گندی آنکھوں میں اس کا استعمال کرایا گیا۔ فوراً فائدہ ہوا۔ ایک تولہ سرمہ اور فی الفور بذریعہ وی پی بھیجدیں“

ریلوے انسپکٹر کی شہادت

جناب بابو فقیر اللہ صاحب پی ڈبلیو انسپکٹر گوکڑہ جنکشن لکھتے ہیں کہ: میں نے کئی سرمے استعمال کئے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کے سرمہ کی جتنی تعریف کیا لکھوں اس کے چند روزہ استعمال سے اب میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ اللہ آپ کو اس کا اجر عظیم دے۔ فائدہ عام کے لئے آپ میری یہ شہادت ضرور شایع کر دیں۔ اور ایک تولہ سرمہ اور بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں“

ایک بی۔ اے کی شہادت

جناب سردار عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے سابق ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول پورٹ بلیر لکھتے ہیں کہ: میں نے اپنے گھر میں پرانے ککروں کے لئے آپ کا موتی سرمہ استعمال کہ اس کے اثر کو اس نے محسوس کر کے فوراً ایک تولہ اور دیدینے کو کہا۔ لہذا ایکتولہ سرمہ فوراً بذریعہ وی پی روانہ کر دیں“

آپکا سرمہ آبحیات ثابت ہوا

جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ القریش امرتسر اپنے رسالہ نمبر ۸ جلد ۵ صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں کہ: آپ کے سرمہ نے خدا کے فضل سے فی الواقعہ وہی اثر کیا۔ جو نیم جان کے لئے آب حیات کو کرنا چاہئیے۔ الحمد للہ ککروں کی تیزی جاتی رہی۔ دل چاہتا ہے۔ کہ آپکا شکریہ ایک دفعہ ادا کروں۔ کیونکہ آپ کی بروقت امداد نے فی الحال تو میری زندگی کی تلخ گھڑیاں کاٹ دیں۔ خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دے“

آپکا سرمہ عجیب الاثر اور سریع الفعل ہے

جناب مولوی مبارک احمد صاحب مولوی فاضل بھیروی لکھتے ہیں کہ: مجھے ککروں کی شکایت تھی۔ میں نے بہت سے سرمہ استعمال کئے مگر آپ کے سرمہ کو سب سے بہتر پایا۔ جو عجیب الاثر اور سریع الفعل ہے۔ میں اس بہترین نسخہ کے لئے آپکو مبارکباد دیتا ہوں“

بلاشبہ آپکا سرمہ بہت مفید ہے

جناب بابو محمد اسمٰعیل خانصاحب ہیڈ ریکارڈ کلرک ٹریفک مینجر کلیم آفس لاہور سے لکھتے ہیں کہ: میری آنکھ میں انجن کا کوئلہ پڑ گیا تھا۔ وہ نکل تو گیا لیکن آنکھ سرخ ہو گئی۔ اور دن بھر پانی بہتا رہتا تھا۔ آنکھوں میں صرف تین سلائیاں آپ کے سرمہ کی آنکھوں میں لگائیں۔ صبح تک پانی بہنا بند ہو گیا۔ اور سرخی بھی جاتی رہی بلاشبہ میں نے آپکے سرمہ کو بہت مفید پایا“

پانی بہنا، دھند، خارش سے بالکل آرام ہو گیا

جناب ماسٹر مولاداد صاحب اول مدرس جھوک بہادر ضلع لائلپور سے لکھتے ہیں کہ: چند روز ہوئے میں نے آپ سے اپنے ایک دوست کیلئے ایکتولہ موتی سرمہ منگوایا تھا وہ انکو مفید ثابت ہوا کہ صرف چند روز کے استعمال سے پانی بہنا، دھند، خارش چشم سے بالکل آرام ہو گیا۔ جزاک اللہ براہ کرم دو تولہ سرمہ اور بھیجدیں“

آپکے سرمہ کی تعریف سے میری زبان قاصر ہے

جناب ہدایت محمد صاحب طالبعلم فورتھ ہائی کلاس جگجیت ہائی سکول پھگواڑہ سے لکھتے ہیں کہ: موتیوں کا سرمہ جو میں نے آپ سے منگوایا تھا۔ وہ اس قدر مفید ثابت ہوا کہ میں اسکی تعریف نہیں کر سکتا۔ آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔ اس کے لگانے سے بالکل آرام ہو گیا ایسا سرمہ دوسری جگہ سے ملنا مشکل ہے“

آپکا سرمہ واقعی بہت مفید ہے پڑبال، پانی بہنا، اور دھند جاتی رہی

جناب میاں لال دین صاحب چک ۳۳۶ جھنگ برانچ سے لکھتے ہیں کہ: آپ سے ایکتولہ موتیوں کا سرمہ منگوایا تھا بہت سے لوگوں کو استعمال کرایا۔ واقعی بہت مفید پایا۔ ایک آدمی جسکی آنکھوں میں پڑبال تھے۔ اور ہر وقت پانی بہتا رہتا تھا۔ اور آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی رہتی تھی۔ آپکے سرمہ کے استعمال سے چند روز بعد ہی اسکی یہ شکایات جاتی رہیں۔ اور بھی کئی لوگوں کو استعمال کرایا جنہیں بہت فائدہ ہوا۔ واقعی یہ موتیوں کا سرمہ بہت مفید ہے۔ اس مفید ایجاد کیلئے اللہ کریم آپکو اجر عظیم دے“ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک۔

المشتہر مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ضمیمہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ر جون ۲۸ء